گویا، فقیر محمد خاں

شاعری اردو

DATE LABEL

100 928 OW Gnl

Date........... ....

...

J. & K. UNIVERSITY LIBRARY

hould be returned on or before the last stamped above.
arges of 6 nP. will be levied for each day. The book is
hat day.

TEXT BOOK

٧٨١

د 748 ك

[illegible]

بعون صانع کن فکان و فضل خلاق زمین و زمان

دیوان گویا

مطبع نامی منشی نولکشور میں بحسن زیبائش منطبع ہوا

اطلاع

اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے اور فہرست اوسکی ہر ایک شائق کو چھاپہ خانے سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ سادہ مین کلیات و دواوین اُردو و کلیات و دواوین فارسی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اوس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

کلیات و دواوین اُردو

کلیات انشاء اللہ خان - نتیجہ طبع شاعر نامی بذلہ سنج میر انشاء اللہ خان انشا تخلص عہد نواب سعادت علیخان مین بڑے مقرب و حاضر جواب تھے۔

کلیات نساخ - عمدہ کلیات جسمین نادر نادر رسائل شامل ہین ۱- شاہد عشرت ۲- سخن شعرا ۳- اشعار نساخ ۴- مرغوب دل ۵- دفتر بے مثال ۶- گنج تواریخ ۷- چشمہ فیض ۸- قند پارسی ۹- زبان ریختہ ۱۰- قطعہ منتخب از جلوہ گری طبع وقاد مولوی عبد الغفور خان بہادر۔

کلیات سودا - قصائد و مثنویات و دواوین و رباعیات از کلام تاج الشعرا مرزا رفیع السودا مستند الکلام۔

کلیات نظیر - اکبرآبادی۔

کلیات تراب - مجموعہ جسمین چند کتاب ہین ۱- دیوان ۲- مثنوی عاشق صنم ۳- گلہر بان ۴- شجرہ قادریہ۔

کلیات صنعت - کلام شاعر مستند میان کریم الدین صنعت۔

کلیات ناسخ - دو دیوان صفحہ اور حاشیہ پر نتیجہ بلندی فکر شیخ امام بخش ناسخ شاعر مستند لکھنوی۔

کلیات آتش - طبع زاد سخنوران نامی خواجہ حیدر علی آتش لکھنوی معاصر ناسخ۔

کلیات نظام - کلام سخنور خوش فکر نواب محمد مروان علی خان بہادر۔

کلیات تسلیم - جسکا نام تاریخی نظم ارجمند ہے نتیجہ خوش فکری زبان آور بلند خیال منشی امیر اللہ تسلیم شاگرد حضرت نسیم دہلوی۔

کلیات میر تقی - اوستاد مستند مسلم الثبوت کا کلام بعد نظر ثانی مکرر چھپا۔

کلیات ظفر - کلام الملک ملک الکلام چار جلد مین ۱- جلد اول و دوم یکجائی۔ ۲- جلد سوم و چہارم یکجائی۔

کلیات مومن خان - جدید الطبع۔

بہارستان سخن - اسمین تین استادون کا کلام ہے ہمطرح اور ہمقافیہ غزلین۔ ا- شیخ امام بخش ناسخ ۲- خواجہ بدر علی آتش ۳- مہدی حسین خان آباد بڑی معرکہ کا مجموعہ ہے ہر ایک استاد نے زور طبع دکھایا ہے بہد نگر ترجیح بلا ترجیح کہنا زیبا ہے۔

دیوان رند مسمی بہ **گلدستہ عشق** کلام نواب سید محمد خان رند شاگرد خواجہ حیدر علی آتش۔

دیوان فدا - از موج خیزی طبع وقار مولوی فدا حسین وکیل عدالت دیوانی۔

دیوان غافل - کلام سخنور ہمپایہ آتش و ناسخ منور خان

دیوان فرق - از نتیجہ فکر سخنگو عالی خیال سید ابراہیم علی فوق۔

بعون صانع کن فکان و فضل خلاق زمین و زمان

دیوان گویا

مطبع نامی منشی نولکشور میں بخشش زیبائش منطبع ہوا

دیوان وفا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بہار مین ہو اگر ساقیا گلاب قلم
عروس فکر کو دکھلائیگا شباب قلم
قلم بناؤن جو منقارِ عندلیب کا مین
لکھا ہی وصف جو اوسرو تیری قامت کا
صفت لکھون اگر اوس چشم نیم خواب کی مین
خیال زلف مین مانند شاخ سنبل تر
ریاض دہر مین ہی بعد رنج راحت بھی
یہی اشارہ ہی اب چشم مست ساقی کا
اگر مری گل مضمون کی وہ صفت پوچھی

کھلے یہ غم سے نہ شیشۂ شراب قلم
کرے مدادسے کیونکر نہ اب خضاب قلم
نہ بوستان کی سوا پھر لکھے کتاب قلم
بنا ہے مصرعۂ شمشاد کا جواب قلم
ہو مثل سبزۂ خوابیدہ مست خواب قلم
ریاض فکر مین کھاتا ہی پیچ و تاب قلم
کہ پھول کھلتے ہین ہوتا ہی جب گلاب قلم
کہ وصف کشتی مے مین چلے شتاب قلم
صریر سے وہین بلبل کو دی جواب قلم

مطلع

Allama Iqbal Library
58078

ST 01
131

J. & K. UNIVERSITY LIB.
Acc. No. 3 580..
Date 11. XI. ..

کرے صریر سے وصف اوس رخ کتابی کا
یہ کیا ہی دخل کوئی بات بچ کے رہ جائے
نہ کام لکھنے سے ہوا سے جنون نہ پڑھنے سے
خیال اگر خطِ مشکین کا ہو دم تحریر
کنوفلاک سے تصدق ہو مثل پروانہ
بیاض چشم پہ لکھون مین حسرت دیدار
کہون مین دیکھ کے قلمین رخ مخطط پر
نہین ہی ڈر مجھے روز حساب کا زاہد
ہمارے خط کو اگر پڑھ کے یار ای قاصد
نہ چل سکے کبھی مانندِ پای خواب آلود
صدای تار ہر نال قلم مین او مطرب
اگر لکھون صفتِ چشم مست ساقی مین
لگائیگا مجھے نیز یہی ہی بس تعبیر
جو وصف زاغ کمان لکھی او شکار انداز
مین وہ ہون ساغر معجز رقم سن او بلبل
اگر ڈبوئے شجرف مین پے تحریر
بھلا ہو فائدہ کیا ایسی ہرزہ گوئی سے

رکھے یہ نوک زبان مطالب کتاب قلم
کہ صید ساری ہین مضمون اور عقاب قلم
رکھی ہی طاق پہ مدت سے یان کتاب قلم
تو بے مداد لکھے نامہ کا جواب قلم
کہ وصف رخ سے بنا شمع ماہتاب قلم
اگر بہے غرہ دیدہ پر آب قلم
کتابی چہرہ سے پیدا ہوئی کتاب قلم
نہ لکھ سکے گا مرے جرم بے حساب قلم
اوٹھائے ہاتھ مین اپنے جواب قلم
ہو بخت خفتہ کی خوبی سے مست خواب قلم
لکھی جو تیری صفت بنگیا رباب قلم
بنائے دائرون کو ساغر شراب قلم
دیے ہین یار نے مجکو میان خواب قلم
تو اپنے ہاتھ ہو صورت غراب قلم
صریر سے تری نالو نکا دے جواب قلم
یقین ہی صورت گلگون چلے شتاب قلم
زبان خراب نکر خانمان خراب قلم

کہی اب مضمون مین گر غرض ایسے دو مطلع
ہر ایک جس مین ہو مصرع لاجواب قلم

مطلع

ہما ہوا ہی تری مدح سے وہ اے مولا
صفت ترے دندان کی گر بیان کرے
لکھوں میں شرح جو تیرے کلام رنگین کی
ہر تیری مدح کا غفلت میں کبھی خیال مجھے
ہین رشک گلشن جنت کہوں بیتان کو
لکھوں ترے سر مجروح کا جو مرثیہ میں
ہوا ہے جب سے کہ تحریر دفتر تقدیر
صفت لکھوں میں اگر تیرے گرز روشن کی
لکھا جو نام ترا لوح پر ہوا ممتاز
ہوا تو دست بقبضہ نہ حرف حق کلمہ
تو تیرے دشمن موذی کا نام میں لکھوں
چلے گا تیرے عدو کے لیے جو صورت تیر
صریر کلک سے ہو شور الامان پیدا
لکھے جو وصف تری قہر شعلہ افشان کا
صریر کلک سے زہرہ ہو آب آتش کا
تری نسیم عدالت سے اے کرم گستر
شہا یہ تیری عدالت کا گرم بازار

جو میرے ہاتھ میں تھا صورت غراب قلم
زبان دھو لے کی مانگے گہر کی آب قلم
کرے مداد کو رنگینی سے شہاب قلم
لب بیان نعت ہو جاری میان خواب قلم
جو وصف شیر خدا میں لکھے کتاب قلم
تو جائے اشک سیہ روئے خون ناب قلم
وہ تیرے ہاتھ میں ہر پا ابو تراب قلم
تو میرے ہاتھ میں ہو شمع ماہتاب قلم
کہ چوب خشک کو حاصل ہوا خطاب قلم
زمین پہ تو نے رکھا یا ابا تراب قلم
تو کھائے سانپ کے مانند پیچ و تاب قلم
کمان کے خانے میں رکھے گا یا تراب قلم
جو صفحے پہ لگے لکھنے ترا عتاب قلم
بنائے طائر مضمون کو بھی کباب قلم
اگر لکھے صفت شعلۂ عتاب قلم
ریاض خلد میں ہوتا نہیں گلاب قلم
کبھی ہوا نہ سر شمع ماہتاب قلم

الٰہی تاکہ رہے صفحۂ جہان قایم
جہان مین شاہ ولایت کی دوست ہین جتنے
جو دوستون کو سمجھتے ہین دشمنان علیؑ
علیؑ کا صفحۂ عالم مین جو کہ دشمن ہو
لکھا کرون مین سدا وصف ساقیِ کوثر
اگر مرون مین الٰہی تو خاک سے میری

الٰہی تاکہ رہے دہر مین کتاب قلم
بجز ثواب نہ اونکے لکھے عذاب قلم
تو اونکی سر کو کرے تیغ بوتراب قلم
تو روسیہ کرے ایسی طرح شتاب قلم
پیالے دائرے ہون کیفی شراب قلم
ہر اک کفن پہ لکھے نام بوتراب قلم

قصیدہ در مدح حضرت خاقان زمان و خدیو کیہان

ابو المظفر معز الدین شاہ زمن نصیر الدین حیدر بادشاہ غازی زاد ملکہ و سلطنتہا

برنگ گل جسے اب دیکھیے وہ خندان ہے
بنا یا ہند کو گلشن بہار نے ایسا
بہار باغ مین کیا کیا کھلا رہی ہے گل
چمن مین کیجے اشارہ جو سوئے نخل حنا
ریاض دہر مین پھرئیے تو سایہ کی صورت
چمن مین بات جو کیجے تو منہ سے پھول جھڑے
زمین پہ دانہ جو پھینکا تو گر کے نخل ہوا

بہار عیش سے ہندوستان گلستان ہے
کہ شوق سیر مین سرو چمن خرامان ہے
شگفتہ غنچۂ منقار عندلیبان ہے
تو ساتھ اشارے کے اونگلی برنگ مرجان ہے
مراد دل عقب آرزو شتابان ہے
اب ان دنون مین یہ فیض بہارستان ہے
نمو کی سعی سے صیاد سخت حیران ہے

5

پڑھا ایک مطلع رنگین غزل کا ای گویا
چمن سا سبزہ ہے آب رواں ہے جانان کا

مطلع

یہ مضمون حضور معلیٰ مین اور یہ ایک مطلع
کہتا ہون غیرت خاقانی اور رشک قاآنی
خدا کے فضل سے جو آج شاہ شاہان ہے
اب اسکو ہے یہ ذوق کہ ہر ایک مطلع اپنے غزل کی
کہ جیسا شعر مین اصلاح شاہ دوران ہے
وہ کس طرح نہ بھلا شاعرون مین ہو ممتاز
یہ فیض تربیت سیرت سلیمان ہے
نگین ہر سخن سلیمان ہو گا مضمون
کہ ملک شعر دم اصلاح گوہر افشان ہے
سبب ابلق ہے سکا مراد و سلک
یہ از ہنر سے ہاتھ آتے ہی ظاہر مضمون
گوہر افشان ہے

مطلع

وہ ہے شاہ تن ہند کے لیے جان ہے
فروغ دیدہ ایران چراغ توران ہے
وہ بخشش ہے کہ جس سلطنت مین قدر ترا
کہ جس بزرگی عدالت ہے بار احسان ہے
ستاتی سے سایہ مین شاہ ہر اک قریب و بعید
کہ آفتاب کو نزدیک و دور یکسان ہے

دیوان ۶

قلم مین لکھتی ہے بالیدگی سی وقت رقم
ہر ایک سطر مگر شاخ عشق پیچان ہے

دکھاؤ کھائے رخ زخم و زلف کہتی ہین نگار
اگر وہ ہم چمنستان یہ سنبلستان ہے

زمین پہ دھوکے سے دوڑائے ہاتھ گلچین نے
کہ اپنے سائے پر اوسکو خیال ریحان ہے

ہوا کے جھوکے سے اوڑ کر گرا جو یوسف گل
تو چاہ باغ عنادل کو چاہ کنعان ہے

نسیم پھرتی ہے مانند خضر کہتی ہوئی
کہ دست شاخ مین گل جام آب حیوان ہے

بجائے بادہ ٹپکتی ہے تاک سے مستی
پیالہ دیکھیو ساقی کہ دورستان ہے

بجا ہے کہیے ہر اک گھر کو خانہ باغ اگر
ستون خانہ شمشاد باغ یکسان ہے

نہ کس طرح سے گلستان ہند ہو سرسبز
کہ دست فیض شہنشاہ مثل باران ہے

یقین ہے سیر کو اب آئے بلبل شیراز
گل نشاط سے ہندوستان گلستان ہے

سمجھ کے دار امان آتی ہے یہان خلقت
کہ شہر کشتی نوح و زمانہ طوفان ہے

سپہر ملک مین ہو کیون نہ ہند برج حمل
کہ خانہ شرف آفتاب تابان ہے

سپہر مرتبہ سلطان نصیر دین حیدر
ہے بادشہ جو کوئی تو وہ شاہ شاہان ہے

زمین کی طرح قدمبوس آسمان ہوتا
مگر وہ منتظر حکم شاہ دوران ہے

ہر اک صدف رخ دریا پہ ہے حباب آسا
کہ دست شاہ در افشان برنگ نیسان ہے

نہ کس طرح کہیے اوسکو جہان شاہ جہان
زمین کی طرح فلک اوسکے زیر فرمان ہے

اب ایسے شاہ کا گویا ہون مین شاگرد
کہ جسکے ملک معانی بھی زیر فرمان ہے

نہیں ہے تیری نہ دریا دلی سے نسبت او
سر موج صفت دریا تو ہے بھرے خط بطلان ہے
حباب کے ناک سے سر مین بادبان ہے
غضب ہے ملک مین بر قیام تو او راحت سے
سر رزم تیغ غنچہ انداز ہے
کہ شاہ و مہ کی طرح ہے
دل کشادہ ہے سیمین زبان ہے
عطا کرے اب نہ در و دولت سے سخن ہون

گدا سے تیرے سب لب لعل بدخشان ہے
کہ آسمان ہے زمین وہ ماہ لطف خسروانہ ہے
مین ان کے گرد ہی تیرے قیام مین نہان ہے
سب ایک ہیں جب سے جلا ہے دست ملکہ خاقان ہے
بہرہ ہے اب سیم خم سے ملکہ دیوان ہے
بتا ان بیچ ہین حب سے زمین و آسمان پریشان ہے

جہان

جہان کو تیغ حوادث سے کسطرح ہو گزند — کہ چار سمت کا چار آئینہ نگہبان ہے

دعائیں دے کے تجھے شب کو سوتی ہے خلقت — ہر ایک در کے لیے وزد مثل دربان ہے

کسی غریب کے گھر تک بھلا کر آئے چور — گنند موج لیے سیل بھی گریزان ہے

شہا ہے بازی ترے آگے تیغ بازی بھی — سر عدو خم تیغ گوی و چوگان ہے

فراز دست عدو کیون نہ سیکھے پائون سے — کہ تیغ قبضے سے سر جسم سے گریزان ہے

خرید کیجیے کوڑی کنار کی دے کر — متاع جان عدو آج کل یہ ارزان ہے

ترا عدو جو سکندر بھی ہے شہا بالفرض — تو ڈر سے صورت عکس آئینے میں پنہان ہے

عدو کے قبضے سے بے چھینے تیغ ہاتھ آئے — ترا وہ جذبۂ آہن ربای فرمان ہے

کمان سے تیر ترا نکلے کیا برائے شکار — کہ جو ہے صید وہ قربان پہ تیری قربان ہے

بجاے پر نکل آئے ہین استخوان رخ سے — ہمارے تیر کے ڈر سے یہ صید لرزان ہے

کیا ہی حکم جو تو نے نہ رہنے پائی شراب — خمون کو توڑ کے ہر بادہ کش گریزان ہے

اسی سے کہنے لگے آفتاب اوسے شاعر — کہ نام سے نہ کوئی لے ترا یہ فرمان ہے

لگے نہ پھر جہان میں کچھ اوسکا نعل بڑا — کہ بہر کشتی مے قہر تیرا طوفان ہے

یہی ہے ڈر نہ کوئی دے شراب سے تمثیل — فلک پہ دیکھیے تو آفتاب لرزان ہے

عوض میں غنچہ کے توڑین گلابیان گلچین — بہار شرع سے ہندوستان گلستان ہے

پیالے ٹوٹتے ہین آپ مثل جام شراب — ترا یہ رعب ہے یہ حکم ہے یہ فرمان ہے

لکھین جو تحفۂ مرصع یہ تیری تعریفین + — قوخانۂ دوزبان آج گوہر افشان ہے

یہ جلد رو ہے کہ پل مین نگہ سے غائب ہو
اگرچہ ڈیل مین وہ مثل چرخ گردان ہے

کریگا نفی عدو کو ترے یہ ثابت ہے
کہ دونون دانتون کو اک شکل لا نمایان ہے

جو دیکھون فیل فلک رتبہ کو ترے تو کہون
برنگ کوہ یہ ای خسرو جہانبان ہے

نہین ہین دانت کہ فرہاد کرہین دست دراز
نہین ہے سونڈ یہ شیرین کی زلف پیچان ہے

دعا کے واسطے گویا اوٹھا تو اپنے ہاتھ
صفت کا اوسکی بیان تجھ سے غیر امکان ہے

الٰہی تا رہے گل سے محبت بلبل
بہار زلف سے جبتک جہان گلستان ہے

ریاض دہر مین جبتلک رہے گل خورشید
الٰہی تا کہ گل ماہتاب تابان ہے

دکھائی دے گل رعنا کیطرح تا شب و روز
خوشی سے تا کہ یہ طاؤس چرخ رقصان ہے

ہمیشہ عارض و گیسو کو تا کہین شاعر
اگر یہ ہے چمنستان وہ سنبلستان ہے

زمین فلک پہ یہ جبتک ثوابت و سیار
زمین پہ تا کہ یہ گردان سپہر گردان ہے

ہمیشہ عمر دراز خضر کا تا رہے ذکر
جہان مین تا کہ یہ ظلمات و آب حیوان ہے

سپہر آئے نظر جب تلک کہ بازیگاہ
ہلال و مہر مین تا لطف گوی چوگان ہے

الٰہی تا رہے اور رنگ زرنگار سپہر
زمین تا شہ خاور کے زیر فرمان ہے

رہے مدام تو با تخت و تاج و جاہ و حشم
کہا کرے تجھے خلقت یہ شاہ شاہان ہے

قصیدہ در مدح حضرت خاقان زمان و خدیو جہان ابو المظفر معز الدین شاہ زمن نصیر الدین حیدر بادشاہ غازی زاد ملکہ و سلطنتہ

آنسو ہین روان لب پہ ہے دم چاک گریبان | ہے کون ترے بے سر و سامان کے برابر

جب خال سیہ دیکھے رخسار پہ کیسے | ہندو کوئی بیٹھا ہے مسلمان کے برابر

چھالون نے مرے پاؤن کے آنکھو نپہ جگہ دی | سمجھے ہین ہر اک خار کو مژگان کے برابر

وہ رشک پری جا جو گلگشت چمن کو | ہو تختۂ گل تخت سلیمانؑ کے برابر

پروانہ بنے فاختہ اور شمع بنے سرو | یار آئے تو ہو بزم گلستان کے برابر

میری غزل گرم کا اب مطلع روشن | ہے مطلع خورشید درخشان کے برابر

مطلع

روتا ہون گھڑا ہین در جانان کے برابر | نہرین ہین روان روضۂ رضوان کے برابر

گل کھا کے بنا ہون مین گلستان کے برابر | نالے ہین مرے مرغ خوش الحان کے برابر

ہر چند کہ موزون ہے ترا سرو بھی قمری | لیکن نہ مرے سرو خرامان کے برابر

کہتا ہے خضر دیکھ کے سرخی تری لب کی | خون کس کا ہوا چشمۂ حیوان کے برابر

قربان مری ایسی اسیری کے رہائی | یوسفؑ مرا آیا در زندان کے برابر

ایسا ہی جلا دیکھ کے تیرا قد و قامت | ہے سرو چمن سرو چراغان کے برابر

تم کشتون کے مدفن پہ جو آؤ تو سمجھ کر | لے جائے کوئی ہاتھ نہ دامان کے برابر

یہ عشق نے کیا آگ لگا دی ہے الٰہی | دوزخ بھی نہین سینۂ سوزان کی برابر

ہے مبیح ہوا تیر و کمان شاخ خمیدہ | بن تیر سے ہر اک غنچہ ہے پیکان کی برابر

بوسہ وہ نہین لے لونگا مسلمان ہون ای بت | عارض کو نہ کہیو کہین قرآن کے برابر

۹

[illegible]

بخشی ہے ترے روز حمایت نے یہ طاقت
ہر طفل ہے اب سامِ نریمان کے برابر

جنگل میں جہان کوئی نگہبان نہیں ہے
وان گرگ سے تاثیر ہے چوپان کے برابر

رہتا ہی شرر آب میں اب صورتِ مرجان
ہی شمع کا بھی چور نگہبان کے برابر

تا حسن عدالت کا ہو پاسنگ نہ موزون
خورشید ہمیشہ رہے میزان کے برابر

چورون کی طرح ہاتھ لگے وزد حنا بھی
اللہ رے فرمان ترے فرمان کے برابر

دروازے کھلے چین سے کیا سوتی ہے خلقت
ہے روزنِ در دیدۂ دربان کے برابر

ایسی ہے ترے عہد میں اسلام کی عزت
ہے رشتۂ تسبیح رگِ جان کے برابر

جو طوف ترے در کا کرے ہو وہی حاجی
تیرا ہے مکان کعبۂ ایمان کے برابر

گر تیری شجاعت کا کرون حال میں تحریر
ہو جائے قلم خنجرِ بُران کے برابر

افسانہ کہون گر تری شمشیر دودم کا
دشمن کو سلا دون وہین میدان کے برابر

تلوار تری روز وغا برق نظر آئے
سر دشمنون کے قطرۂ باران کے برابر

گر کاٹ سناؤن میں تری تیغ دودم کا
ہو ملک عدو شہر خموشان کے برابر

ہے دوست کو تلوار تری نوح کی کشتی
اور آب عدو کے لیے طوفان کے برابر

بجلی گرے دشمن پہ جو ہو عکس فگن تیغ
سایہ بھی ہے اک برقِ درخشان کے برابر

ہے اسپ فلک سیر ترا غیرتِ خورشید
ڈانٹے تو اگر اوسکو تو بس ہان کے برابر

جائے کبھی مشرق کبھی مغرب وہ چھلاوا
بجلی سا کبھی گنبدِ گردان کے برابر

اوڑنے میں اگر کہیے تو وہ رشکِ پری ہے
خصلت میں جو دیکھو تو ہے انسان کے برابر

قصیدہ در مدح حضرت
خاقان زمان خلیفۂ گیہان
ابوالمظفر معز الدین شاہ زمن
غازی الدین حیدر بادشاہ
غازی زاد ملکہ و سلطنتہ

[illegible]

خیال سنبل خط مین جلون جو مین وحشی — قلم کی طرح مرے نقش پا نہین زنجیر

زبان سے گو نہ کہا حال ناتوانی کا — شکست رنگ سے کرتا رہا ہون مین تقریر

فتادگی مری منظور کلک قدرت تھی — جبین نقش قدم پر لکھا خطِ تقدیر

وہ شوخ طفلی مین کرتا تھا مشق بسمل کی — صریر کلک پہ رکھتا تھا تہمت تقریر

نظر پڑی تری بسمل کی جیسے بیتابی — فرہ کی شکل ہی جنبش مین جوہرِ شمشیر

فلک کے پار ہوئی اپنی آہ نیم شبی — ہمارے تیر سے صیاد ہو گیا نخچیر

وہ کوہکن ہون کہ دکھین جو عزم کوہ کنی — تو آب تیشہ روان ہو بجای چشمہ شیر

رقیب دیکھ کے کٹتے ہین اسلیے ہمکو — کہ آب تیغ سے اپنی ہی خاک خمیر

وہ ہم سخن ہو تو عیسیٰ کا دم پھڑک جاے — یقین ہی معجزہ لب سے بول اوٹھے تصویر

مرے سبب سے جنون کا ہی سلسلہ باقی — قدم سے ہی مرے آباد کوچۂ زنجیر

کسی کے قامت موزون کا دھیان آتا ہی — تو چاہیے غزل عاشقانہ ہو تحریر

مطلع

ہنوز عشق جوان ہے اگرچہ مین ہون پیر — اک آفتاب ہی مثلِ سحر گریبان گیر

لکھون جو بیني و زلف و دہن کی مین اوصاف — کہین یہ سب ہے الف لام میم کی تفسیر

کرو جو شرح جدائی تو ای کمان ابرو — جدا ہین لب سوفار سان لب تقریر

ہمارے ضعف کی تاثیر دیکھ ای مجنون — دکھائی دیتی نہین صورت صدا زنجیر

مطلع

بوسے ہیں تیری حفاظت سے جبکہ [illegible]
ہوا نہ زاغ کمان آج تک [illegible]
اثر زمانے میں ظالم ہیں مہر و ماہ [illegible]
کمان چرخ کو دیکھو تو وہ بھی ہے [illegible]
تری نسیم کرم گر نہ اس چمن میں [illegible]
خراب پانی سے ہو شعلہ گلشن تصویر [illegible]
تو چشم کم سے جو اوسکی طرف نگاہ کرے [illegible]
ہلال سے بھی دو چند ان ہوا نحیف [illegible]
ہوا وہ تیر ترے اشارے سے جو ہو نا حق
کھلا ہے ناخن ابرو سے عقدۂ تقدیر
ترے غضب کی صفت میں لکھا ہے جو مطلع
تو شکل شور قیامت ہوئی قلم کی صریر

مطلع

نگاہ قہر سے تیرے ہزار [illegible] نکلی [illegible]
ابھی ہو طائر رنگ حنا فلک نخچیر
کبھی جو وہ ترے بجلے حسام [illegible]
مثال طوق بنے ماہ نو فلک ہو اسیر

ترے کرم کی بدولت یہ حال ہے نہ ہوئی حقیر
کہ خاک در کی طرح پایمال ہے اکسیر

نہ کیوں ہو صورت ورج گہر دہان سوال
کہ تو ہے بحر سخا تیرا فیض ابر مطیر

ترے کرم سے گدا ایسے نوا ہوئے ایسے
کہ شش آب گہر ہو گئی ہے موج حصیر

زبسکہ ہے ترا دریائے فیض طغیان پر
گدا نے آب گہر سے کیے ہیں گھر تعمیر

ترے بہار کرم کا یہ فیض ہے جاری
نکل کے صفحے سے اوڑتی ہے بلبل تصویر

لیا ہے سرو کو آزاد تو نے گلشن میں
صفات بندہ نوازی ہو مجھ سے کیا تحریر

لگے ہیں نخل تصاویر میں بھی پھول اور پھل
نہال ہیں تری بخشش سے گلشن تصویر

غریق آب گہر ہے فقیر کی کشتی
ترے کرم سے ہوا پانی پانی ابر مطیر

طلب جو کرے جو کوئی مشک اوسکو بخشے ختن
جو شال مانگے کوئی بخشدے اوسے کشمیر

جو دیکھی تیری سخاوت فلک کے اوڑ گئے ہوش
گدا کو گاو زمین دے بجائے کاسۂ شیر

پڑھوں اک اور بھی مطلع تری صفت میں غلام
ثنا اگرچہ ہے قاصر مرا لب تقریر

مطلع

یہ ہی ترے در دولت کی خاک کی تاثیر
کہ جس فقیر کو دیکھو ہے صاحب اکسیر

لکھے گا منشی گردون کچھ اپنا حال تجھے
ترا وہ رتبہ ہے اے آفتاب عالمگیر

یہ کہکشان کا نہیں خط فلک کے صفحہ پر
کہ عرضداشت کی مداوسنے کی شہا تحریر

وہ تیرے عدل و حفاظت میں اب لکھو مطلع
کہ جسکا مطلع ثانی ہے مہر عالم گیر

[illegible]

قصیدہ

[illegible]

ہزار بار پھر آئے وہ ربع مسکون مین
فلک کے ساتون طبق ایکدم مین طے وہ کرے
جو دیکھے اوسے نام خدا تو اوڑتا ہے
اوسے ہی تار نگہ تازیانے سے افزون
سوار فیل پہ دیکھین تجھے تو سب یہ کہین
لکھون وہ فیل کی تعریف مین نیا مضمون
جو فیلبان ہی فرہاد تو ہے تیشہ کلک
یہ جلد رو ہے کہ ٹھہرے نہ ایکدم ہرگز

نگہ کو تا مژہ ہوئی آنے مین تاخیر
تری سمند کو کیونکر کہون نہ عرش مشیر
بجا ہے رنگ پریدہ کے گر کھیچے تصویر
جو دیکھے تو نکلجائے صفحے سے تصویر
کہ آج رات کو نکلا ہے مہر عالمگیر
قلم نے آج تلک جو کیا نہو تحریر
پہاڑ فیل اگر ہے تو دانت چشمۂ شیر
اگرچہ سطر مین ہون مضمون فیل کو زنجیر

یہ دخل کیا ہے تری مدح کر سکے گویا
تری صفت مین ہے قاصر شہا لب تقریر

اوٹھاؤن پھر دعا ہاتھ اپنے ای مولا
الٰہی تا رہی قائم یہ آسمان و زمین
فلک پہ تا رہین اختر زمین پہ آدم زاد
مژہ کو تیر کہین اور کمان ابرو کو
نگاہ یار ہو یا رب بلائے جان جبتک
کمان چرخ تری دوست کی ہو حلقہ بگوش
الٰہی شرق سے تا غرب تیرا حکم رہے

کہ تو ہے شاہ زمن مین ہون تیری در کا فقیر
الٰہی تا کہ رہے آفتاب و ماہ منیر
الٰہی تا کہ رہے برق و رعد و ابر مطیر
ہمیشہ یار کی زلفون کو تا لکھین زنجیر
سواد چشم پری تا ہو سرمۂ تسخیر
ترے عدو کو لگائے شہاب ثاقب تیر
کہا کرین تجھے سب آفتاب عالمگیر

[illegible]

یہ رنگ دیکھ کے حیران ہوا ہین آئینہ وار — کہا خرد نے کہ ای سادہ لوح فکر نکر
بہارِ فیض سے اوسکے ہے یہ جہان گلشن — ہے جسکے ابر سخا کا ہر ایک قطرہ گہر
محیط پنجۂ مرجان لگی ہی نکالے ہاتھ — سخی بھی دست سخا کے ہین اوسکے دست نگر
تمام خلق کو اوس نے زبس نہال کیا — برنگ غنچہ ہے مفلس کی مشت مین بھی زر
پڑھون حضور مین اب لاجواب اک مطلع — اگرچہ وصف سدا غائبانہ ہے لب پر

مطلع

تری بہار کرم کا ہے فیض عالم پر — کہ پھل تو رکھتی ہے تلوار اور پھول سپر
ہر ایک فیض سے تیرے ہے زندۂ جاوید — یہ کیا ہے دخل کوئی ہو یتیم جسے گوہر
فقیر در پہ ترے جو گیا بنا وہ غنی — کہ تیری خاک قدم مین ہے کیمیا کا اثر
نسیم صبح کو گر حکم ہو حفاظت کا — نہ چاک ہووے گریبان غنچہ بار دگر
ذرا الم ہو کسی کو تو ہو زیادہ خوشی — جو نکلے آنکھ سے آنسو وہین بنے گوہر
ہلال بنتا ہے تسلیم کو مہِ کامل — صباح آتا ہے مجرے کو خسروِ خاور
نگاہِ گرم سے گلشن برنگ مجمر ہو — شمیم لطف سے بنجاے مثل گل اخگر
جہان کو ہے یہ تری چشم پرورش سی فیض — کہ طفل اشک کو دامن ہے دامنِ مادر
ترے تو عہد مین غم بھی یہ راحتِ جان ہے — کہ سر کے کٹنے سے ہوتی ہے شمع روشن تر
مثال سرو بنے شمع باغ ہو محفل — کرے جو بزم مین تیری نسیم لطف گذر

ہوا ہے آتش گل سے یہ عالم گلزار — کہ نخل طور ہین گلشن مین اک قلم اشجار

عجب ہی نام خدا لطف رنگ خاک چمن — حنائی ہوتے ہین پای بتان دم رفتار

نسیم گل مین ہے تاثیر معجزۂ عیسیٰ — نہ کوئی دیدۂ نرگس کو اب کہے بیمار

خروش خندۂ گل اسقدر ہے گلشن مین — کہ کان تک نہین آتی نوای بلبل زار

گذر جو زاغ کا ہو تو برنگ طوطی ہو — عجب نہین ہے جو زنگی بھی ہووے گلرخسار

جو گرد باد اوٹھے باد سے بنے وہ سرو — چلے جو باد خزان بھی تو ہو نسیم بہار

چمن مین لائین اگر عندلیب کی تصویر — تو صفحے سے وہ نکلجائے ہے یہ جوش بہار

جو باد صبح بناگوش مین کرون مین آہ — زبان تک آتی ہی آتے بنے نسیم بہار

زمین تو غیرت آئینہ ہے عجب کیا ہے — لگے جو بو لئے طوطی سبزۂ گلزار

اوگا ہی خندۂ گل تخم اشک بلبل سے — کہ کچھ تلف نہین کرتی بہار فیض آثار

بسان شمع کہ روشن ہو شمع روشن سے — رکھین جو شاخ ثمر دار پر عصا ہون بار

خمیدہ شاخ ہر اک گل کی ہی نزاکت سے — ہوا ہی رنگ بھی اپنا گلون کے اوپر بار

کہین نظر کے نہ صدمے سے نیلوفر ہو جائے — نگاہ کر نہین سکتی ہی گل پہ بلبل زار

یہ پاس نازکی شاخ گل ہے گلشن مین — کہ دم چرائے ہوئے پھرتی ہی نسیم بہار

برنگ عارض خوبان ہین صاف دیوارین — مثال گیسوی محبوب سایۂ دیوار

شراب اوس ہے گل جام غنچہ مینا ہین — نسیم لاتی ہے گردش مین اونکو ساقی وار

چمن مین پھرتی ہی مستی سے لڑکھڑاتی ہوئی — کسی روش پہ صبا اور کہین نسیم بہار

دیوان … ۱۵

مطلع

جو تیرا ابر کرم بحر پر ہو سایہ فگن
قدم کے فیض سے اکثیر ہووے گرد و غبار

لگے جو سنگ کو ٹھوکر تری تو بار ہو عج
تو گل صدف ہے شبنم بنے در شہوار

صبا کرے جو ترے جود کا چمن میں بیان
کہ جیسے برگ گل تر ہزار کیجے نثار

کروں میں عرض وہ رنگین مطلع ثالث
حیات میں ہوں لبان صدف در شہوار

مطلع

ترے سحاب کرم کا جو دشت میں ہو گذار
تو شاخیں آہوؤں کی سبز ہو کے لائیں بار

زمیں پہ ہاتھ جو تو دھو دے اے سحاب کرم
تو آب خاک کو کر دے طلا کے دست افشار

جہان اہل جہان تیرے زیر دست ہیں سب
زمیں پہ دست سخاوت ترا ہے ابر بہار

ہے ایک آئینہ بردار تیرا اسکندر
مثال قیصر و خاقان ہیں تیرے خدمتگار

جو بیٹھے تخت پہ تو سب کہیں سلیماں ہے
ہوں دست بستہ کھڑے انس و جن یمین و یسار

اگر بلندی اقبال کا نظارہ کرے
سر فلک سے گرے آفتاب کی دستار

شہا تو ظل الٰہی ہے اور خلیفۂ حق
قدم جو کرسی پہ رکھے تو ہو وے عرش وقار

چلے رکاب سعادت پکڑ کے افریدون
بجا ہے کہیے جو دارا کو غاشیہ بردار

رکھا جہاں کہ قدم تو نے اے سحاب کرم
بنا ہے ابر در افشاں زمیں سے اٹھ کے بخار

ہر اک صدف ہی تہی اب لبان درج حباب
ترا جو دست سخاوت رہا ہے گوہر بار

کرے نہ جیب سحر چاک بخیہ خورشید
شمیم زلف جو ہو تیری حامی شب تار

نعت سرور کائنات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نہین بناتا ہی پا او سکے خوف جولان سے ۔ نہ گرد کھینچ لے جب تک کہ چرخ سی دیوار
گر اوسکی گرم روی کا بیان کرون کچھ بھی ۔ تو شکل برق بنے پھر مرا لب اظہار
عیان ہے صاف شب قدر سر کی چوٹی سے ۔ طلوع صبح ہے اوسکے جبین پر انوار
ہوا کے دوش پہ گویا کہ سنبلستان ہے ۔ ہے اوسکی گردن موزون پہ بال سی یہ بہار
دم سیاہ ہی یون جلوہ گر سر نو نمین ۔ کہ درمیان مہ و مہر ہے عیان شب تار
پھر آئے روی زمین سب وہ گام اول مین ۔ کہ جیسے صفحۂ قرطاس پہ پھرے پرکار
یقین ہی سیکڑون فرسنگ اوسکی جای صدا ۔ لگائے ساز مین مطرب جو موی بال کا تار
شہا صفت تری توسن کی مجھسے کیسے بیان ۔ خوشا وہ مرکب عالی کہ جسپہ تو ہو سوار
سوار ہووی جو فیل سیاہ رنگ پہ تو ۔ تو کہیے تو مہ تابان ہی اور وہ شب تار
جو دیکھین اوسکو کہین سب کہ چھا گئی ہی گھٹا ۔ کہین چمک گئی بجلی جو دیکھ لین رفتار
اگرچہ دائرے حلقے ہون سطرین ہون زنجیر ۔ نہ ٹھہرے تسپہ کبھی مضمون تیزی رفتار
جو پانی پھینکے وہ خرطوم سی کہین دہقان ۔ ہماری کشت پہ برسا ہے آج ابر بہار

کرون دعا پہ قصیدے کو ختم اے گویا
کہ مدح کر نہین سکتا مرا لب گفتار

نسیم صبح اجابت ہوئی ہی جنبش مین ۔ مین اپنے دست دعا کھولون غنچہ سان یکبار
الٰہی تا ہی گلزار خلد و باغ جنان ۔ چمن مین پھرتی رہی جبتلک نسیم بہار
بگوش دل سنین جبتک سخن کو صاحب فہم ۔ صدف مین قطرۂ نیسان ہوتا در شہوار

خون رووُن چشم زخم سے مین تیری یاد مین
یا رب نشانہ ہون تری الفت کے تیر کا
دل کو ہے پیش بیق ترے ذوق شوق مین
عالم ہو میری چشم مین ابر مطیر کا
روشن ہو تیری یاد سے دل مثل آفتاب
عالم جبین مین سجدے سے ماہ منیر کا

اگر نامہ مین لکھدون حال بیتابی دل کا
ابھی عالم ہو مرغ نامہ بر مرغ بسمل کا
یہ کرکے ہاتھ سے اپنے کیا گل شمع محفل کا
ہوا ظلم مین عالم جو منقار عنا دل کا
بوقت ذبح منھ کو پھیر کر تکبیر کہتا ہے
عدو قاتل ہے کیا اللہ اکبر ابھی بسمل کا
گرفتہ خاطرون کو زخم کاری ہے کشا دل کا
کرے وا ناخن دل عقدہ یہ اب میری مشکل کا

سلطان مرسلین کی گویا صفت کرون
کیا منھ بھلا ہے مجھ سے فقیر حقیر کا

تصور تھا جو وقت مرگ اک لیلی شمائل کا
وہی تھا جسکو مین سمجھا مین تو ایک مدت تک
تعلق ہوئے دامنگیر سالک کا یہ ممکن ہے
نہین ہے علم جانبازی مین کچھ حاجت معلم کی
خدا کی یاد سے غافل نکر اس تخلب خطا کی کو
لبان اشک بے تاثیر مین اس کشت عالم مین
نہین ملتی ہے ہاتھون کو گریبان کبھی صحبت
ہویدا ہے سواد منزل مقصود زاہد کو
سینہ زندان تن ہے روح صافی کیون نہ گھبرائے
نکھیون سے سو دریا تشنگی مین بدماغی سے
بھرا ہے جام مہر و ماہ مین شربت شہادت کا
ازل سے چلتے چلتے گو رنگ ہیچ نخچی مین مشکل ہے
برنگ خوشۂ انگور تھین لاکھون گرہ دل مین
زبان کی بند ہر جانب سے روزن کھل گئے دل کے
نہین ممکن کوئی سیراب ہو دریائے الفت سے

مرے تابوت پر دھوکا ہوا مجنون کو محمل کا
رہے غفلت رہا مین مدعی دعوائے باطل کا
نہین اب روان کو خوف موجون کی سلاسل کا
تڑپنا آپ ہی استاد ہے تعلیم بسمل کا
کہ نور ذکر رونق بخش ہے اس مہرۂ گل کا
ارادہ میر جو دانے سے نرکھے کوئی حاصل کا
پکڑنا قیس کو دشوار ہے دامان محمل کا
نہ پہونچا کعبے کو جو نابلد ہے وادی دل کا
ملک کو کسطرح خوش آئے مسکن چاہ بابل کا
اگر مین غرق ہون دامن کبھی پکڑون نہ ساحل کا
یہ مینائے فلک شیشہ ہے اک زہر ہلاہل کا
کنارہ اب تلک پایا نہین مقصد کی منزل کا
کھلا اک جام سے ساقی کے عقدہ میری مشکل کا
نظر کی بند پردہ اوٹھ گیا بس سد حائل کا
باین قربت ہمیشہ خشک لب رہتا ہے ساحل کا

[illegible]

مین مانگے جاؤن بوسہ گرچہ سو تلوارین مارے تو
زمین پر یار جب چلتا ہی دل پامال ہوتا ہے
تو وہ ہی سرو تجھسے اگر تشبیہ دیتا ہون
الٰہی زلف سے آئینہ رخ صاف کہ بیٹھے
شب فرقت کا گر وہ حال پوچھے کیوا ای قاصد
جو وحشت مین قدم رکھون زمین پر آسمان کانپے
تنگ ایسا غم فرقت سے ہون ڈوب بہی تا
جفا گر وہ کریگا تو وفا مین بھی دکھاونگا

وہان زخم سے مین کام لون لبہای سائل کا
قدم ہی عرش پر پڑتا مرے خورشید منزل کا
فلک پروانہ بنجاتا چراغ ماہ کامل کا
کہ ہے بیجا الجھنا ہر کسی سے کام جاہل کا
بہت رویا بہت پیٹا بہت تڑپا بہت بلکا
ہلا دی عرش کی زنجیر کو نالہ سلاسل کا
بتا دی قضا جو گھاٹ مجکو تیغ قاتل کا
دہان زخم سے لونگا بوسہ تیغ قاتل کا

برہنہ کیا ہی وہ دریا مین گویا تیغ عریان ہے
ہوا ہے مردم آبی مین عالم نیم بسمل کا

کوئی مجھ سا دیوانہ پیدا نہو گا
نہ دیکھا ہو جسنے کبھی اوسکے آگے
گیا ہوگا گلگشت کو جبکہ وہ گل
قیامت کے سنکر جو ہین اے ستمگر
کبھی اسکی ہمسے بنجائے گی ہرگز

ہوا ابھی تو پھر ایسا رسوا نہو گا
ہمین لن ترانی سناتا نہو گا
تو گلزار پھولا سمایا نہو گا
ترے قد و قامت کو دیکھا نہو گا
فلک جبتلک خوب سیدھا نہو گا

وہ ایسا نہین چپ رہے بات سنکر
کوئی اور ہووے گا گویا نہ ہوگا

[illegible]

عیب سے آ کے کھا گیا [illegible]
صاف ہو جاتا ہے دھوکا بھی کی مثال کا
شیشے کی مثال پر عکس دہان [illegible]
بندھ گیا مضمون جو ترے حقے کی مثال کا
کیا دھوان دھار آج ہے شعر موزون ہو گیا
بستر زمین سے نہ اٹھا ہے ہرن کی کھال کا
بن فقیری بن بھی خوف [illegible]
ہو گیا ہے صبر ظالم کی پریشان حال کا
ہے پریشانی سر ام گیسو [illegible]
شہرت دیدار مین ہو کا مرض پر بال کا
ہے یقین آنکھیں مری ابر [illegible] دیکھنے

دیکھ رفتار او ظالم ہوئی پامالی [illegible] خلق کا
ہم نہیں ملوار کے چلنے سے عالم چال [illegible]
یون نہ بن جائے زمین قدمون سے [illegible] آسمان
ہی برنگ ماہ نو سایہ تری [illegible]
ہے اسے عکس رخ سے [illegible] خوشبو [illegible] کا
روغن گل بن گیا ہے صاف روغن ڈھال کا
بھیجکر خط انتظار ایسا کہ [illegible] کا
ہو گئی آنکھون مین آخر عارض پر بال کا

ہاں ذرا اک رو یا کہ پہونچا تا فلک دریا اشک
دیکھکر داغ دل سوزان مرا نالان ہوا
جو اوٹھاتا ہے طمع سے ہاتھ وہ بلی یخ ہے
پانؤ مین پہنا جو تو نے ماہ کامل بنگیا
جب تری منہ سے دھوان نکلا بنا ابر بہار
مت چھپا رخ کو لب بام فلک پے نور ہے
اسقدر دلچسپ ہے شکل اوسکی گر بجائے عکس
دیکھ لیتا ہون جو مہر و مہ کو بارہ مرتبہ
جو کہ دنیا مین ہے وہ پستا ہے تیری چال پر
قتل کرنیکو جو آیا ہو گئی بس مجکو عید

عقرب گردون پہ دھوکا ہے گیا گھڑیال کا
آفتاب حشر کو دھوکا ہوا گھڑیال کا
طائر رنگ پریدہ کو خطر کیا جال کا
تھا برنگ ماہ نو حلقہ تری خلخال کا
دم مین کھل جائیگا غنچہ بھی تری رومال کا
مہر و مہ مین بن تری عالم ہوا تمثال کا
نقش ہے آئینہ تصویر مین تمثال کا
پھر تو ہوتا ہی یقین اوس دن مجکو سال کا
باغ عالم مین ہی عالم سبزۂ پامال کا
تیغ قاتل کو مین سمجھا چاند ہے شوال کا

پانون پڑتے ٹھوکرین کھائی گئی گویا کی عمر
نقش پائے یار ہے نامہ مرے اعمال کا

ہی جو مضمون فتنہ انگیز اسمین تیری چال کا
مردے جی اوٹھتے ہین سنکر ہے یہ طرز گفتگو
ابر کہتے ہین جسے ہے سایہ مژگان تر
خون ناحق سے لے نہ سر پر مہندی ہاتھ مین لے
چاندنی کا دنکو بھی زخمی تری رکھتی ہین خوف

اب زمین شعر مین بھی خوف ہی بھونچال کا
ایک عالم جسپہ مرتا ہے وہ عالم چال کا
دامن دریا ہے اک گوشہ مری رومال کا
دل پسا جاتا ہی او ظالم تری پامال کا
پرتو افگن ہے زمین پر چاند تیری ڈھال کا

دیوان [illegible] ۲۰

وہ چمن مین گیا اور مین ادھر سے بس [illegible]
سوز جلتی کی صدا نالہ ہوا گھڑیال کا
ہم فقیری مین بھی کھویا [illegible] اپنے لال کا
[illegible]

[illegible]

کون سویا تھا کھول کر زلفین
تار سنبل ہے تار بستر کا

اوسنے صندل لگایا ماتھے پر
درد دونا ہوا مرے سر کا

کیا بنائی کمان ابرو کی
چومیے ہاتھ اوس کمانگر کا

طائر جان کو نامہ بر کیجے
کون احسان لے کبوتر کا

کھو ابر بہار سے آئے
دیکھ لے جوش دیدۂ تر کا

وہ پری رتبہ مین سلیمان ہے
نقش پا آئینہ سکندر کا

خال مہرو سے دی ہے جو تمثال
ہے فلک پر دماغ اختر کا

زخم پانی چراتے ہین ظالم
مین وہ پیاسا ہون آب خنجر کا

داغ دل گر دکھاؤن اے گویا
ہو گمان آفتاب محشر کا

یہ اشارہ کر رہا ہے ہمکو حلقہ دام کا
ہو کف صیاد مین دانہ تمھارے نام کا

گر کبھی ہمچشم ہو چشم بت گلفام کا
پوست کھینچا جاے اس تقصیر پر بادام کا

کھل گیا گیسو چمن مین گر بت گلفام کا
موج بوے گل مین عالم ہو گیا گلدام کا

آنکھ پڑتی ہے جو اے صیاد ہر نخچیر کی
آنکھ کا ڈورا ہے کیا ہر ایک ڈورا دام کا

مجھ مین اور اوسمین اب ایسا ہے ہجوم اختلاط
دخل ہو سکتا نہین ہے بیچ مین پیغام کا

بھول جائے اپنا بل کرنا ابھی شاخ غزال
پیچ دکھلا دی جو تو گیسوے عنبر فام کا

تھی یہ الفت چشم جانان سے مجھے طفلی مین بھی
خنجر کے بدلے سدا شیرا اپنا بادام کا

۲۱

ہو گیا تاراج اپنا کشور صبر و قرار
سے مسی پان کا کھانا ہمین شبخون ہوا
انقلاب عشق آخر چرخ نے دکھلا دیا
لیلی وہ لیلی تماشائی مرا مجنون ہوا
مہندی ہاتھون مین لگا کر یار نے چھپا یا بہت
مغنت مین جب اوسکے ... خون ہوا

[illegible]

حق پہ سر کٹوا دیا ہے اب تو میں دیکھو تو مثل دوزخ جسم سے جنت میں اٹھتا ہی دھوان وصل کا وعدہ وہ کب لکھتا ہی نامہ میں مجھے	طعن ناحق ہے جو سر کاٹا گیا منصور کا بعد مردن بھی یہ عالم ہے تن محرور کا نام وصلی پر نہیں لکھتا جو مجھ مہجور کا

بادشاہی کو فقیری سے سمجھتا ہے ذلیل
حوصلہ تو دیکھیو گویا ہے بے مقدور کا

کشتہ ہوں تیغ نگاہ نرگس مخمور کا وصف گر لکھوں میں اسکے عارض پرنور کا دیکھ لے آگے زمیں کے آسماں ہتا ہی خم اشک مثل آبلہ ہیں اور قطرہ ہے چشم خار جائے حق پڑھنے لگیں زاہد انا الحق جذب سے جس نے دیکھا بس وہیں رونے لگا مانند زخم جام مے بے یار ہمکو آفتاب حشر ہے لب کبھی شکوے سے اپنے آشنا ہوتے نہیں بنگیا وہ طور میں جس کوہ پر نالاں ہوا شمع ساں سو بار سر کٹ کر مرا پیدا ہوا اپنے جھومر کو جو وہ دیکھے نگاہ مست سے ابر تر مژگاں تر ہے برق آہ شعلہ بار	زخم ہے ہر ایک ساغر بادۂ انگور کا ہاتھ میں میرے قلم بنجائے شعلہ طور کا خاکساری سر جھکا دیتی ہے ہر مغرور کا ضعف ہی اب چشم کی گردش سفر ہی دور کا رشتۂ تسبیح گر ہو بنیۂ منصور کا چشمۂ خورشید ہے چشمہ مرے ناصور کا قلقل مینائے ساقی صاف نالہ صور کا ہی دہان شکر ہر اک زخم مجھ مشکور کا نالۂ سوزاں فتیلہ ہی چراغ طور کا بوجھ او تری ہر نہ جھنکارا ہوا مزدور کا ہو ہر اک موتی میں عالم دانۂ انگور کا بیقراری سے یہ نقشہ ہی ترے رنجور کا

۲۲

چاند قاتل کی سپر کا جب عیان ہو جائیگا
جی نکلجائیگا تن سے تو گیا صیاد اگر
حسن روز افزون دکھائیگا جو وہ یوسف جمال
موت جب نزدیک آئی پھر ملا اوس سے تو کیا
مین وہ گریان ہون کہ بعد از مرگ تربت پر مری
وصف قاتل کا کرونگا مین وہان زخم سے
ای معلم مت پڑھا اوس طفل کو زیر و زبر
ہوگی زلفون سے صفائی روی جانان کی سبب
جلوہ فرما ہی جواب تیرے لب شیرین کی پاس
کھولدینگے شعلہ رو زلفین تو رو دیگا جہان
پست ہوگا آسمان ہوگی زمین سے سربلند
جو ہوا کامل وہ کرتا ہے خموشی اختیار
آستان یار چھوٹیگا نہ بعد از مرگ بھی
دل جلا تو آئیگا لب پر مقرر دود دل
شرح مو باف اوسکی چوٹی کا نظر آیا اگر
شور ہوگا چار سو اے یار المشتاق کا
ایک دل دینگے ہزارون اوسکی بو لینگے ہم

جامہ اپنی زندگانی کا کتان ہو جائیگا
طائر جان دیکھنا بے آشیان ہو جائیگا
پیر مانند زلیخا پھر جوان ہو جائیگا
فائدہ گر وہ ہوا تو بے زبان ہو جائیگا
ابر رحمت کا مقرر سائبان ہو جائیگا
ٹوٹ کر گر ریگیا خنجر زبان ہو جائیگا
جنبش لب سے تہ و بالا جہان ہو جائیگا
صلح ٹھہری گی جو قرآن درمیان ہو جائیگا
سبزۂ خط طوطی شیرین زبان ہو جائیگا
آنکھ سے نکلین گی آنسو جب دھوان ہو جائیگا
میرے نالون سے تہ و بالا جہان ہو جائیگا
ماہ نو جب بدر ہوگا بے زبان ہو جائیگا
سنگ مدفن مجکو سنگ آستان ہو جائیگا
آگ بھڑکے گی وہان اور یان دھوان ہو جائیگا
وصل مین مجکو شب خون کا گمان ہو جائیگا
ایکدم بھی تو جو نظرون سی نہان ہو جائیگا
فائدہ ہوگا بہت تھوڑا زبان ہو جائیگا

کی مجاور کا غم سینے میں مہمان ہوگا
جیسے چھوٹا ہوں میں اپنا ہی زندانبان ہوگا
یارب آباد یہ کلبۂ خانۂ زندان ہوگا
کوچۂ یار وہ جنت ہے جو وان رومین گے ہم
طفل اشک آنکھ سے نکلیگا تو غلمان ہوگا
ایک بوسہ لعل تو ہے اللہ کو منھ دکھلانا
آج منھ ہمکو دکھاؤ گے تو احسان ہوگا
لب جان بخش صنم کی جو لکھوں
نام گویا ترا اعجاز رقم

پھر ترے قد کا خیال آنے لگا گلشن مین
پھر کسی آئینہ رخسار سے الفت ہو گی

زعفرانی کسی تلوار کا پھر ہے رومال
چاہ پھر تیری جھکائی گی کنوئین ای یوسف

پھر لکھونگا تری رفتار کی خط مین تعریف
گھر مین دل پھر مرا گھبرانے لگا آپ سے آپ

پھر ہوا عشق تمہی ناوکِ مژگان سے مجھے
یاد پھر یار کی تڑپائی گی بجلی کی طرح

پھر مری نالون سے ہو جائیگا محشر برپا
پھر خوش آتی ہی مرے دل کو شبِ ماہ کی سیر

پھر ہوا جوشِ جنون جاؤنگا پھر صحرا کو
مجھ سے پھر مرنے پہ خوش چشم کرینگی کاوش

پھر طبیعت مری آئی لگی اک کافر پر
پھر مزا عشق کا چکھین گی مری زخمِ جگر

نخلِ ماتم مجھے پھر سروِ گلستان ہوگا
صورتِ آئینہ پھر دل مرا حیران ہوگا

پھر ہر اک زخم مرے جسم کا خندان ہوگا
پھر یہ دل شیفتۂ چاہِ زنخدان ہوگا

نامہ بر پھر مرا یہ کبک خرامان ہوگا
ای جنون پھر یہ مکان خانۂ زندان ہوگا

پھر عوض دل کے مری سینے مین پیکان ہوگا
ابر پھر ساتھ مرے رانون کو گریان ہوگا

چاک پھر صبحِ قیامت کا گریبان ہوگا
عشق پھر چاند سے مکھڑے کا دو چندان ہوگا

پھر ہر اک آبلے مین خارِ مغیلان ہوگا
سبزہ پھر قبر کا پامالِ غزالان ہوگا

پھر نہ دل ہوگا نہ دین ہوگا نہ ایمان ہوگا
ہاتھ مین پھر مرے قاتل کے نمکدان ہوگا

ان دنون پھر تجھے گویا جو ہی چپکی سی لگی
پھر ارادہ طرفِ ملکِ خموشان ہوگا

یہ مرکے عارِ خلائق مین درمت ہوا
کہ سگ کو بھی نہ مرا استخوان پسند ہوا

۲۵

نہ اجل آئی نہ وہ یار آیا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا
نہ تو وصل ہوا نہ وصال ہوا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

ہر رگ کو شوق تھا نشتر کا مشتاق گلا تھا خنجر کا
لیکن نہ مٹا یہ مقدر کا یہ بھی نہ ہوا وہ بھی نہوا

تاثیر نہو جب ان مین ذرا روئے تو کیا تڑپا تو کیا
بجلی نہ گری طوفان نہ اوٹھا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

نہ تو صدمۂ کوہ الم اوٹھا اور نزار یہ ہون تنکا نہ ہلا
مجھ سے تو سنا اے کاہ ربا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

تڑپا نہ تہِ خنجر مین ذرا سر اپنا دیا شکوہ نہ کیا
تھا پاس ادب جو قاتل کا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

کہتا تھا ہوا اوس سے وصال مرا یا جلد کہین ہو وصال مرا
تھا خواب مین بھی یہ خیال مرا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

مینہ ہائے نہ برسا تیرون کا اور اون ابری شمشیرون کا
کچھ بس نچلا تدبیرون کا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

بازار محبت گرم رہا اوس یوسف سے سودا نہ بنا
نہ تو مول لیا نہ تو آپ بکا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

مین نزع مین تھا بلوا نہ سکا کوئی مجھے پہونچا نہ سکا

نغمہ سازنے وان شب تمھین بیدار کیا — یان ہمین آنسوؤن کے تار نے سونے ندیا

سوگیا شب کو جو مین اوسی جبین ٹھکرائی — میرے طالع کو مرے یار نے سونے ندیا

جیتے جی سمجھے تھے آئیگی عدم مین ہمین نیند — سو خیال دہن یار نے سونے ندیا

تیغ نے اوسکے گلے لگ کی سولایا مجھکو — کیا ہوا ساتھ اگر یار نے سونے دیا

خار کو بے کف پا میرے نہ آرام آیا — پاؤن کو آرزو خار نے سونے ندیا

یار نے وصل مین چاہا کہ مجھے نیند آئے — پر مرے طالع بیدار نے سونے ندیا

اوسکی آنکھونکے تصور نے اوڑادی مری نیند — اپنے بیمار کو بیمار نے سونے ندیا

وصل مین آنکھ لگی تھی کوئی دم اسکی عوض — عمر بھر چرخ جفاکار نے سونے ندیا

تمھین نیند آئی نہ وان فکر حنابندی مین — یان ہمین دیدۂ خونبار نے سونے ندیا

ہی یہ مشہور غلط سولی پہ بھی آتی ہے نیند — ہمکو یاد قد دلدار نے سونے ندیا

بال سا آنکھونمین کھٹکا کیا میری شب ہجر — یاد موے کمر یار نے سونے ندیا

جلد تلوار اوٹھالی مرے سر پر رکھکے — سایۂ تیغ مین بھی یار نے سونے ندیا

ہجر مین سوتے تو کیا وصل مین منھ دکھلاتے — خیر گذری جو غم یار نے سونے ندیا

قبر مین جنکو نہ سونا تھا سولایا اونکو — پر مجھے چرخ ستمگار نے سونے ندیا

چونک اوٹھا سبزۂ خوابیدہ چمن مین گویا
نالۂ بلبل گلزار نے سونے نہ دیا

تھا جو افتادگی شعار اپنا — نہ زمین سے اوٹھا غبار اپنا

[illegible]

کون ہیں وہ جو کیا کرتے ہیں انسان کو قتل / ہمسے سیماب بھی کشتہ کسی عنوان نہ ہوا
زور سے زیر کیا چاہیے نفس بد کو / آب سے خر تو کبھی مائل باران نہ ہوا
تخم بد نے کبھی فائدہ بخشے ہرگز / خس و خاشاک کبھی سنبل و ریحان نہ ہوا
آسیا آرد سے خالی ہے فلک کی یارو / اس سے کوئی کبھی منت کش دونان نہ ہوا
عشق کا بار اوٹھا تب ہی گردن پہ رکھا / حامل اس بوجھ کا جب گنبد گردان نہ ہوا
برق وش جب مجھے وحشت نے اوٹھایا یا نسے / اک قدم ملک دو عالم مرا جولان نہ ہوا
سینہ گرم مرا خود ہے تنور روشن / میں کسی سے کبھی منت کش اک نان نہ ہوا
عیب عالم کا نہ دیکھا مری آنکھوں نے کبھی / کبھی آلودہ غش دامن پاکان نہ ہوا

اک غزل اور سناؤ کوئی گویا ہمکو
اس سے آسودہ ہمارا دل نالان نہ ہوا

دیکھکر کون تری چہرے کو حیران نہ ہوا / کسنے دیکھیں تری زلفیں جو پریشان نہ ہوا
بیکسانہ میں ہوا خنجر قاتل سے شہید / کوئی جز زخم مری لاش پہ گریان نہ ہوا
جب میں سمجھا کہ یہ ہے سایۂ گیسوی دراز / پھر مجھے کچھ غم طول شب ہجران نہ ہوا
ہم وہ بلبل ہیں قفس میں ہی کٹی ساری عمر / گذر اپنا تو کبھی سوی گلستان نہ ہوا
اس تمنا میں ہم افسوس ہوئے سودائی / تیرے ہاتھوں سے مگر چاک گریبان نہ ہوا
جبتلک باندھو نہ خورشید رخ کا مضمون / مطلع صبح مرا مطلع دیوان نہ ہوا
ابر میں کب نہ چھپا شرم سے تیرے آگے / ماہ کس رات چراغ تہ دامان نہ ہوا

[illegible]

[illegible]

پیسے تمکین تصور بازعکس زلف جانان کا
کیا کرتا ہون نشانہ باغ مین گریباں سینہ کا
خدایا کیا عدم مین بھی ہے تشنہ آب حیوان کا
دہن مین دیکھ دانت اوس صنم کے
اوڑھی نرگس سے شبنم
تصور یار کا بڑھتی ہی چلی جاتی ہے جلوہ مہ تابان کا
کوئی مرہم نہین جز وصل ہی نقش فرنگیان کا
وہان شکوہ وارسا ہو دردہ ہجر جانان کا

سیہ کارون ہی کی خاطر ہے رحمت خاص عزّ و ابر
یہ ظلمات کی قسمت مین چشمہ آب حیوان کا
زبان میری ہوئی ہے صاف مچھلی آب کوثر کی
کیا ہے وصف از بس مینے اوسکی سلک دندان کا
تعجب کچھ نہین ہے طوطی خط ہو اگر گویا
کہ عارض رشک آئینہ ہو اوس عیسی دوران کا
دُر دندان کو دکھلایا تو ہوتا
ذرا دریا کو لہرایا تو ہوتا
حنائی ہاتھ دکھلایا تو ہوتا
کبھی مینھ خون کا برسایا تو ہوتا

اسی ڈھب سے رہگئی دل مین تڑپنے کی ہوس
صبح محشر ہے بیاضِ صفحۂ خامۂ صور ہے
آسمان اک آبلہ ہی پانوں کا اپنے جنون
دیکھکر چہرے پہ تیرے زلف مشکین کی بہار
ہاتھ روشن صبح کو تھا پنجۂ خورشید سان
ایک کافر کے غم فرقت نے زار ایسا کیا
سر جھکاتا ہی تہ شمشیر ہر اک آن کر
برگ گل ہر ایک تجھ بن تیغ خون آلودہ ہے
رو میسے حال دل صدپارہ ظاہر ہو گیا
شام کو پڑھنی نماز صبح واجب ہو گئی
چشم جانان کا ہمیشہ وصف جو لکھتا ہون نہین
گلشن دنیا کا پھل ہر ایک ہی برچھی کا پھل

پاس تھا خون سے بھی نہ آلودہ ہو دامن یار کا
وصف لکھا ہی جو ہمنے یار کی رفتار کا
ایک کا نٹا ہی ہلال اپنے کفِ پرخار کا
ہو قلق پھر باغ جنت کو فراقِ یار کا
ہاتھ مین جو ہاتھ دیکھا خواب مین شب یار کا
میری ہر رگ پر گمان ہی رشتۂ زنار کا
ہی خم محراب شاید خم تری تلوار کا
بن تری ہر سرو پر مجھکو گمان ہے دار کا
اشک خون رخنہ ہوا گلزار کی دیوار کا
روی خالمتاب سے سرکا جو گیسو یار کا
ہو گیا ہے اب قلم میرا عصا بیمار کا
چوب دربان ہی نہالِ خشک اس گلزار کا

مر رہے جی او ٹھتے ہین نالے سنکے ای گویا مری
بند ہو گیا ہے یہ تصور یار کی گفتار کا

جو داغ سینہ ہی ہمچشم ہے خورشید تابان کا
ہما کی سایہ سے بھی مرغ خائف سان گریزان ہو لینا
خیال اتنا نہین ذکر دیا ایسا اسے ناز ک

شعاع مہر ہے جو تار ہے میری گریبان کا
اندھیر اپنی دیکھا ہی جو اکثر شام ہجران کا
اوٹھا سکتی نہین ہے آنکھ اپنی بوجھ مژگان کا

[illegible]

[illegible]

کہے کب سرو کو آزاد بندہ
سمجھتے ہم ہین مصحف تیرے رخ کو
چراغ زیر دامن کیون بنے ہو
پس از مردن مجھے اے جاذبہ دل
نکالتے یاریون جلد اوس گلی سے
اگر آنکھین ہمین دی ہین خدا نے
دکھا کر رہ گئے کیا تیغ کا گھاٹ
جو کاہیدہ تھا مین تو کہربا سے
بنایا اے خدا اگر اوسکو یوسف

خط آزادی لکھوایا تو ہوتا
ہمارا ہاتھ رکھوایا تو ہوتا
ڈوپٹہ منہ سے سرکایا تو ہوتا
لحد تک کھینچکر لایا تو ہوتا
جنازہ میرا اٹھوایا تو ہوتا
کبھی اوس بت کو دکھلایا تو ہوتا
لہو مین ہمکو نہلایا تو ہوتا
مرے لاشے کو اوٹھوایا تو ہوتا
ہمارا ہاتھ بکوایا تو ہوتا

اگر کہتے ہو تم آئینہ رخ کو
کبھی گویا کو دکھلایا تو ہوتا

غم نہین اسکا مجھے مین مر گیا
اولٹی دکھلائی مسیحائی مجھے
ضعف سے جب پاؤن اپنے رہ گئے
مرنے پر بھولا نہ مجھ وحشی کو وہ
میرے ہوتے غیر پر کرتا ہے ظلم
تھم گئے آنسو تو دل کہنے لگا

غم یہ ہے قاتل کا خنجر پھر گیا
چھٹنے مین ہر بات پر مر مر گیا
راہ مین تیرے ہمارا سر گیا
آ کے اک چھاتی پہ پتھر دھر گیا
او ستم ایجاد کیا مین مر گیا
ہاتھ سے کیا کیسہ گوہر گیا

کتنا ہے مسیح جنکو جان بخش
اون ہونٹون نے ہے کس کو مارا

[illegible]

قامت سرو پہ ہے ناز تجھے اے قمری
دیکھو تو ہے یہ ہم اس سرو خرامان کیسا

سراپا

کیا بتاؤن کہ ہے وہ سیب زنخدان کیسا

[illegible]

سرو یا دست و لغیں کاکل کھدین تو سہی
بلبل زار ہون صیاد نہ کرو قید سب مجھے
اوسکے جاتے ہی ہوا صورت بسمل ہر گل
لخت دل دیکھ کے مژگان پہ یہ کہتا ہر
توڑ سکتے نہیں اک تار بھی اب ضعف کے ہم
ابر ہی تجکو قسم نوح کی آتو سہی دیکھ

شکو دکھلاتے ہین ہم گنج شہیدان کیسا
اندنون دیکھ تو ہے رنگ گلستان کیسا
ہو گیا صحن چمن گنج شہیدان کیسا
آج دریا کے کنارے ہی چراغان کیسا
چاک کرتے تھے کبھی اپنا گریبان کیسا
آج ہم کرتے ہین ان اشکون کر طوفان کیسا

کون سی فصل کو برسات ہین کہتے گویا
اشک بن ہمنے نہ دیکھا کہ ہے باران کیسا

گھر مین اک ماہ لقا کے ہی گذارا اپنا
آتی ہے بحر محبت سے یہ ہر آن صدا
نقد دل دیجیے اور زلف کا بوسہ لیجے
منھ سے اوس بت کے نکلتا ہی کہ سبحان اللہ
گذری جب آپ سے جا پہونچے در جانان تک
قبر کو دیکھ کے اوس ماہ نے منھ پھیر لیا
ہم وہ پیاسے ہین نہ دیکھین کبھی دریا کی طرف
منع کرتے ہو مجھے دیکھنے سے تم اپنے
دیکھو آئینہ مین اک بار ذرا شکل اپنی

اندنون برج قمر مین ہے ستارا اپنا
گور کہتے ہین جسے ہے وہ کنارا اپنا
ای جنون خوب ہے اس سودے مین ورا اپنا
جب وہ آئینہ مین کرتا ہے نظارا اپنا
اب تو بے منت پاوان ہی گذارا اپنا
کیون فلک اب بھی ہے گردش مین ستارا اپنا
سوے آب دم خنجر ہے اشارا اپنا
شاید اب تک نہ کیا ہوگا نظارہ اپنا
تب مین جانون کہ نہ دیکھو دوبارا اپنا

ردیف بائے موحدہ

ہو سیہ پوش کیون نہ مردم چشم
طور پر جا کے لاشہ رکھہ دینا
مر گئے بس اسی تمنا مین

نگہ یار نے ہمین مارا
شوق دیدار نے ہمین مارا
نہ کبھی یار نے ہمین مارا

بند جس نے کیا ہے گویا کو
اوسکی گفتار نے ہمین مارا

ہمسے برگشتہ ہوئی ابرو خمدار جدا
ہم بغل تجھسے جو ہون ہو نہ تن زار جدا
عشق اسی کہتے ہین لب پہ یہ دعا ہی تہ تیغ
شمع کسطرح کہڑی ہین یہ چلے جاتے ہین
دیکھکر دل کو مرے پھیر لی یون آنکھہ اوسنے
ہے عزا و مہ کنعان کہ جیسے دیکھے ہون
دل سے جاتی نہین اوس نرگس مخمور کی یاد
راتدن بس مین اسی سوچ مین رہتا ہون
ابلق چشم ہے گردش مین اور آنسو ہین روان
پیچ مین لائینگے وہ دیکھیے اب کس کس کو
تیرہ بختی مری اتنی تو بھلا کام آوے
فکر وصف دو دندان مین جو ہون اے گویا

پھر گئی بخت کی صورت مژہ یار جدا
جس روش گل سے رگ گل ہو نہ زنہار جدا
سر جدا ہو پہ نہو قاتل خونخوار جدا
تیرے دلسوز ونکی سب سے ہے رفتار جدا
جسطرح ہو کوئی بیمار سے بیمار جدا
او نگلیان پنجہ خورشید کی دو چار جدا
میرے کعبہ سے نہین خانہ خمار جدا
شہسوار ایسا ہو اگو نسا غمخوار جدا
جا کر آوارہ جدا پھرتی ہین رہوار جدا
ایکدم سر سے نہین ہوتی ہر دستار جدا
ہو نہ سر سے وہ کبھی سایۂ دیوار جدا
ہاتھہ سے ہوتی نہین کلک گہر بار جدا

۳۱

دیوان گویا

ردیف ثائے مثلثہ

بلبلونکو دیکھکر دریا کا جانا چھوڑ دے کوئی بلبل مر گئی تو دیکھ لینا باغبان	گلبدن گل رجائے گلستان مین جو آغنیا بیچ کر کھولونکو لونگا خونبہائے عندلیب

یادگر وہان مین کیا گویا نے کھینچی آہ سرد
ہو گئے ہین گل چراغ داغہائے عندلیب

ردیف تائے فوقانیہ

کیا ہین شیدا اسے قدِ یار درخت	ہین جو شبنم سے اشک بار درخت
دیکھین گر سرو قدِ یار درخت	خاک پر لوٹین سایہ دار درخت
اشک بار اون یہ ہین جو مرغِ چمن	پہنے ہین موتیون کا ہار درخت
کشتی کی ہے کیا ترے قد سے	کاٹے جاتے ہین بے شمار درخت
کیا ترے قد سے دون مثال اوسے	کہ ہے انگشت زینہار درخت
تیرے جلوے سے نخل طور بنے	ہین جو ہالاے کوہسار درخت
بید مجنون کو دیکھ او لیلی	ہے یہ مجنون کا یادگار درخت
دیکھکر تجھکو بھول جائین گے	گل کھلائین گے بے بہار درخت
زندگی مین نہ مین نے پھل پایا	ہو نہ میرے سرِ مزار درخت
فائدہ بھی یہان تو نقصان ہے	سنگ کھاتے ہین باردار درخت
داغ تن کھل رہے ہین صورتِ گل	ہم ہین گویا شگوفہ دار درخت

دیوان ... ۳۲

ردیف جیم فارسی

کیا چمن کو جاؤں میں دیوانہ نازک مزاج
جب شبنم خانہ میں جاتا ہی وہ بت نام خدا

باندھے سب فتراک ہی صیاد نے چھوڑا مجھے
رنگ اوڑ جاتا ہی سبھی کا تیری عیب حسن سے

تشنگی عبث ہے شہید کربلا کی ہر کسی
مرضی حق مین کبھی رکھا نہ ثابت اک قدم

موج بوی گل سے ہوجاتا ہون زنجیر ونکی بیچ
جان پڑ جاتی ہی سب پتھر کی تصویرونکے بیچ

مین ہی کیا صید زبون تھا سارے نخچیرونکی بیچ
گر تری تصویر رکھدین لاکھ تصویرونکی بیچ

آبداری کا نہین ہی نام شمشیرونکی بیچ
عمر ساری کٹ گئی اپنی تو تقصیرونکی بیچ

واہ کیا کہنا ہے اوسکا سحر ہے باتین نہین
بند کردیتا ہے جو گویا کو تقریرونکے بیچ

ردیف حای حطی

اوس رشک آفتاب کو گر دیکھ پای صبح
چوٹی کے بال بیٹھ پر اپنی وہ کھول کر

آجاتی ہی ہنسی مجھے یاد ایک صبح کی
بند قبا جو کھولے تو ای رشک آفتاب

تیرا رخ صبیح اگر دیکھ لے کبھی
کس نازنین سے سیکھی ہی اوسنے سبکروی

چپکن کے تیرے بند جو دیکھے سو یہ کہے

خجلت سے تا بحشر نہ پھر منھ دکھاے صبح
کہتا ہی ہنس کے شام ہی دیکھو قفای صبح

روتا ہون دیکھ دیکھ کے مین خندہای صبح
کیونکر نہ اپنی جیب کو ٹکڑے اوڑا ے صبح

خورشید کی نظر مین نہ ہرگز سمای صبح
دیکھا زمین پر نہ کبھی نقش پای صبح

تار شعاع مہر سے بند قبا ے صبح

ردیف خاے معجمہ

نظر آیا نہ کسیکو کبھی عنقا ہے وہ رخ
ہیچ بتاؤ کہ کسی نے کبھی دیکھا ہے وہ رخ

مہر و مہ پھرتے ہین اب تک نہین دیکھا ہے وہ رخ
مہ و خورشید کا دیکھو تو تماشا ہے وہ رخ

باعث روشنی دیدۂ بینا ہے وہ رخ
سب نظر آتے ہین جبتک نظر آتا ہے وہ رخ

یہ عالم سب ہے پیدا نورِ محمد سے … چراغِ ماہ ہے وہ نور [illegible]

یقین ہے وہ مکان ہے اوس کا مکین ہے … کلام حق ہے فرمان محمد

بیان اور کیا ہو عظمت کا بیان ہے … فرمان محمد

فلک ہے زیر فرمان محمد ہے … بڑی ہے عرش سے شان محمد ہے

ردیف دال

سند طبع ہے گویا مصرعِ صائب … بو وز لفش لب او رخ بدخشان سرخ

شبستان محمد … کہ شمع ہوا وہ باعث ایجاد شبستان

کیون کیونکر نہ مین دربان محمد … ولا ہے سب یہ احسان محمد

کہ جنت ہے گلستان محمد … چراغ آسمان الکرم مین

سیمائی ہوئی امت کو دم مین … نہ ہو گر زیر دامان محمد

کیون نہ انگشت نما ہو وہ مہ نو کی طرح	کہ ہمین بعد مہینے کے دکھاتا ہی وہ رخ
آنکھیں نرگس ہین دہن غنچہ ہی عارض گل ہین	پھولون کی ڈالی ہین اب نظر آتا ہی وہ رخ

فاصلہ شام و سحر مین نہ رہا ہے گویا
دیکھ لے متصل زلف چلیپا ہے وہ رخ

جو ہمیشہ غصے مین ہو رنگ رخ جانان سرخ	لہو یہ روئین کہ ہو جیب و دامان سرخ
خیال آتش گل مین ہین پسکہ گرم فغان	ہوا ہی شعلۂ آواز عندلیبان سرخ
کرے جو قتل وہ مجکو نہ مین کرون رسوا	لہو سے میرے کبھی ہو نہ تیغ جانان سرخ
لگا یا آنکھون کو جو یار کا حنائی ہاتھ	تو میری پلکین ہوئین مثل شاخ مرجان سرخ
قبای سرخ صنم سے ہی کیا اوسے نسبت	کہ عندلیب فقط گل کا ہے گریبان سرخ
گمان ہی سبکو کہ الماس ہو گئے یاقوت	جو پان کھا نیسے او سکے ہوئے ہین دندان سرخ
مین کیا بتاؤن کہ کیسے ہین سرخ وہ لب یار	نہ لعل سرخ ہی ایسا نہ الیسا مرجان سرخ
جو عندلیب کو غیرت ہو روی ایسا خون	کہ گلفروش کی ہو جاے ساری دکان سرخ
قبا سفید جو پہنے تو سرخ ہو جائے	فزون ہی گل سے کہین رنگ جسم جانان سرخ
پس از فنا بھی ہے دھیان دست رنگین کا	تو ہڈیان ہین مری مثل شاخ مرجان سرخ
برس رہا ہی لہو میری چشم پر خون سے	وہ دیکھے آگے نہ دیکھا ہو جسنے باران سرخ
ہماری قبر پہ شوخی سے اوس نے پھینکے پیک	کہا کہ چاہیے تھا مرقد شہیدان سرخ
ہر ایک خار مین عالم ہوا رگ گل کا	بہا یا تلوؤن سے خون ہو گیا بیابان سرخ

[illegible] زیادہ … خدا ہے سب سے [illegible]

یہی صفت ہے [illegible] … حسن ہے [illegible]

کہان [illegible] ہے … [illegible] مست ہے

[illegible] مین بھی یار [illegible] ہے … [illegible] گریبان [illegible]

[illegible] رخ جانان … [illegible] ریحان [illegible] ہیں

[illegible] زلف [illegible] … [illegible] عالم [illegible] ہیں

دیکھ

[illegible]

دیکھ لونگا جو تصور مین تو کیا کیجیے گا
بنگیا چرخ مری اشک کے دریا کا حباب
شکل فانوس خیالی ہون سدا گردش مین
کردے قاتل دہن زخم سے خندان مجکو
کھا گیا آہ ترا غم تو کلیجہ میرا
پانون رہجاتے ہین چلنی سے تو سر پھرتا ہے
کھائے زخم اوسکے بہت ایکی گلا کاٹیں آپ
بھولتی دل سے نہین یاد کسی مطرب کی
کبھی کاشانۂ دل مین نکیا تو نے ظہور
تنگ ہین زیست سے ہم سر ہی دبال گردن

میری نظرون سے بھلا رہیگا پنہان تا چند
رہون ای ماہ ترے ہجر مین گریان تا چند
تجکو ڈھونڈا کرون ای شمع شبستان تا چند
مین ہون آرزوِ قتل مین گریان تا چند
ای ستمگار کرون دعوت مہمان تا چند
رہون سرگشتہ مین ای گنبد گردان تا چند
سر پہ لین ہم تری تلوار کا احسان تا چند
دیکھیے نے کیطرح رہتی مین نالان تا چند
خانہ آباد مرا گھر ہے ویران تا چند
تیری مشتاق رہین خنجر جانان تا چند

نظر آتا نہین گویا مجھے سامان وصال
دست وحشت مین پھرون بے سر و سامان تا چند

از ادب چشم سوی زخم دل من نکند
نالم و حیف لب بام تو شیون نکند
جامہ گر چاک شد از تار کفن دوختہ ام
زیر دیوار تو از رشک نگہبان باشم
عشق گیسوی تو گر سلسلہ جنبان نشود

تا مسیحا وضو از چشمۂ سوزن نکند
گریم و اشک روان دیدۂ روزن نکند
چون من زار کسی خواہش مردن نکند
کہ نگہ بر رخ تو دیدۂ روزن نکند
کار زنجیر بہ گردن رگ گردن نکند

ہم روش خاک اوڑا لی ہے صبا میرے بعد
ہوگئی اور ہی گلشن کی ہوا میرے بعد
[illegible] یار نے شانہ نکیا میرے بعد
کیا پریشان رہی زلف دوتا میرے بعد
خون مرا کرکے لگانا نہ حنا میرے بعد
دست رنگین ہون انگشت نما میرے بعد
کوئی لاش پہ مرے آنہ کہا میرے بعد
[illegible]

[illegible]

ردیف ذال معجمہ

کیا شوق سے مضمون سے کبوتر کا غذ
خود بخود یار تلک جائیگا اوڑ کر کاغذ

خط یہ خط میں لکھے پر نہ لکھا تھا جواب
کبھو قاصد کو ہوا کبھی نہ میسر کاغذ

حال رونے کا اگر کاغذ ابری پہ لکھوں
صورت ابر ہمیشہ وہ رہے تر کاغذ

سیکڑوں نہ بھیجے ہیں خط تجکو صبا سے [illegible]
اوڑتے پھرتے ہیں ترے کوچے میں اکثر کاغذ

حال لکھا ہے ترے [illegible] ہونے کا غذ
جب سے لکھا ہے [illegible] صورت مسطر کا غذ

اسقدر یار سے خط [illegible] ہیں نامہ بر کا غذ
[illegible] اب نہیں ہوتا ہے میسر کاغذ

بن گیا [illegible] خون [illegible] کا غذ
[illegible] اپنا [illegible] لیا اے کا غذ

[illegible] عوض خط [illegible] کا غذ
[illegible] کا غذ

استخوان میری سگِ یار تلک پہونچا دے
صدمۂ تیغ سی اور فرطِ نزاکت کے سبب

چمنِ جوہرِ شمشیر سے منگوائے پھول
کیا ہی مرنے سے مری شاد ہیں اللہ اللہ

نہ رہی بعد مرے نامۂ پیغام کی رسم
منھ دکھانا تو کہان باتین تھین اوسکی مجھ تک

کیا ہوا غم نکیا اوسنے مرے مرنے کا
چاک کرتا ہون اسی غم سی کفن مرقد مین

مجھسا بدنام کوئی عشق مین پیدا نہوا
کبریائی تری ثابت نرہیگی او بت

استخوان کو نہ جلا دیجیو ای آتش غم
دہنِ گور ابھی وا ہو بیان کرنے کو

سر اوٹھایا مری وحشت نی پس از مردن بھی
سنگ مدفن کی عوض رکھدیا مدفن پہ مرے

سب سے پہلے ہوئین اوس سروِ خرامان کا اسیر
تیرِ آہ کی دعا مانگی ہی اول مین نے

اوٹھ گیا صفحۂ ہستی سے نگین کی صورت

اتنا احسان کرے مجھ پہ ہما میرے بعد
پہلے مین گر پڑا اور یار گرا میرے بعد

خوب قاتل نے سوم میرا کیا میرے بعد
بت کیا کرتے ہین اب شکر خدا میرے بعد

خاک اوڑاتی پھری گلیو نمین صبا میرے بعد
لن ترانی کی بھی آئی نہ صدا میرے بعد

اوسکا گیسو تو پریشان رہا میرے بعد
کھلے رہتے ہین ترے بند قبا میری بعد

ہان مگر قیس کا کچھ نام ہوا میرے بعد
کوئی کہنے کا نہین تجکو خدا میرے بعد

آکے مایوس نہ پھر جا ہما میرے بعد
آکے پوچھے تو اگر حال مرا میرے بعد

بید مجنون مری تربت پہ اوگا میرے بعد
کوہِ غم جبکہ کسی سے نہ اوٹھا میرے بعد

طوق قمری کے بھی گردن مین پڑا میری بعد
ساقیا ہاتھ سبو کا بھی اوٹھا میرے بعد

نزع مین تھ مرا نام رہا میرے بعد

سنبل تر بھی پریشان نہ ہوا میرے بعد
بید مجنون نہ ہوا گل کا گریبان نہ پھٹا میرے بعد

ولولہ جوش جنون کا تھا مجھی تک گویا
نظر آیا نہ کوئی آبلہ پا میرے بعد

قطعہ گویا

کوئی ہمدردن کا دلشاد نہ ہوا میرے بعد
آخر اوس سے نہ مری مٹی کا بنایا تو دہ

خاک وہ جو بری [illegible] تھی عزیز [illegible]
[illegible] میرے بعد

[illegible] کا غذ
[illegible] کا غذ

ردیف الرای المہملہ

[illegible] خط [illegible] جانان
[illegible]

بیت

طبیعت آئی ان روز وشب اک طفلِ برہمن پر
ہوا یہ رتبہ زلفِ یار کا کنگھی کے کرنے سے
ہمیشہ مار اور طاؤس مین ہے دشمنی دیکھی
نظر آتی ہے مسی کی دھڑی پر پان کی سرخی
ہوا یہ پانی پانی دیکھکر اوس غیرتِ گل کو
شبِ مہتاب مین ہنسنا تمہارا لائیگا آفت
تبسم دیکھکر اوس شعلہ رو کا جل رہی ہین گل
دھوان جب لسے اوٹھتا ہی تری بن سیر کر ہمین
نہ کیونکر سینہ و دل خانۂ زنبور ہو جائین
ہوا تارِ نگہ مین رشتۂ زنار کا عالم
منور ہو گئی میری لحد کس مہ کے پرتو سے
کوئی خورشید تابان جلوہ گر ہی اوسکی اوجھل ہین
منور ہو گیا الیسا مکان اوس مہ کی جلوی سے
بنایا ہی زمین کو آسمان ان شہسوارون نے
مری زنجیر پر یون سنگ طفلان آ کی لگتے ہین
اگر مجھ ناتوان کو رخصتِ گلشن نہین دیتے
چمک ہے تیری دانتونکی اونھین دعوی تھا کچھ شاید

گمان ہی نالۂ ناقوس کا اب میری شیون پر
ہوا پر ہی اوڑی جاتی لگا کا شانیکی ناگن پر
دلِ پر داغ کیون شیدا ہوا ہی زلف پر فن پر
کسی نے برگ گل یار کھ دیا ہی برگِ سوسن پر
طلب کرتا ہی اوڑ جاتی نہ بلبل سے گلشن پر
گری گی ایکدن بجلی مہ تابان کے خرمن پر
بجا ہی کیون بجلی گری پھولونکی خرمن پر
تو اک کالی گھٹا سی یار چھا جاتی ہے گلشن پر
طبیعت آ گئی ہی اک نگاہِ ناوک افگن پر
ہماری آنکھ پڑتی ہی جو اک طفلِ برہمن پر
چڑھائی چادرِ مہتاب کس نے میری مدفن پر
شعاعِ مہر کا کیونکر گمان ہوئے نہ چلون پر
ستارون کا گمان ہوتا ہی دیوار ونکی روزن پر
مہِ نو کا ہی عالم ہر نشان نعلِ توسن پر
کہ بیتابانہ دوڑی جیسے مقناطیس آہن پر
بجای خار بٹھلاوین سرِ دیوارِ گلشن پر
تبھی مٹی خدا نے ڈالدی سیرون کی معدن پر

دیکھو لیلی کو ہنسا جب مین تو مجنون نے کہا
میری انکھون سے اگر تو دیکھتا روتا ضرور
جھکو جب بجلی تو مینہ کا بھی برسنا چاہیے
ہین مجھے ہنسنے جو مہرو دیکھتا روتا ضرور
باغ مین لالہ کی نہرین ہوون وداغ ارتک گل
جب ترا مین گلشن کو دیکھتا روتا ضرور
چشم بد دور انکھین میری غیرت لیلی کی اگر
وادی مجنون کا ہو دیکھتا روتا ضرور
بن گیا ہون غم کی مین تصویر اوسکی ہجر مین
مجکو وہ جو سر بزانو دیکھتا روتا ضرور

آکے اوسکا مصحف رو دیکھتا روتا ضرور
سچ یقین واللہ تجکو حافظ قرآن اگر
یار کی گر پشت ابرو دیکھتا روتا ضرور
اگر یوسف کا بھی تھا مصرع قامت لاجواب
اوسکو اے عاشق اگر تو دیکھتا روتا ضرور
جو صبا کی ظلم رانی ہے ہمارے حال پر
ہیر اروناوہ چمن بو دیکھتا روتا ضرور
ابر رو ہا گلی گریہ سرزندہ ہوا ہر بہار
میری حالت گر وہ بدخو دیکھتا روتا ضرور
کیسی کیسی باتین کہتے لگے طرح گذری دن
دیکھتا روتا ضرور

حیف کوئی یار رنگ یہ یونکی نہ میرے استخوان سوکھ جائین گر ہماری آبلونکی چھاگلین بعد مردن بھی ہے باقی میری نالون کا اثر تیرے آب تیغ سے ظالم جو ہو طوفان بپا خط اوسے اتنے لکھے مینے کہ وان جمع ہیں حشر تک ممکن نہین اب جکو تیغ آفتاب کفش پا کے گل دکھا کر ہنسنے کے یہ تیغ لگا دیکھیو ضد مسیرے مرغ نامہ بر کے واسطے	مدتون اگر رہا بیٹھا رہا دیوار پر پیاس سے کانٹے نظر آئین زبان خار پر تار مسطر کا ہی عالم ہر کفن کے تار پر حوت تڑپے مثل ماہی گنبد دوار پر بیٹھے رہتے ہین کبوتر سیکڑون دیوار پر باڑہ رکھوا تا ہی ظالم مغربی تلوار پر سیر کو کیون جاؤن گلشن ہی مری بیزار پر قینچیان لگوائی ہین بیرحم نے دیوار پر

یار کو معلوم ہوتا ہجر مین سو یا نہین
خط لکھون گویا بیاض دیدۂ بیدار پر

جو کوئی وہ چشم و ابرو دیکھتا روتا ضرور تیرے آگے ہوتا یوسف پر گمان یعقوب کا گردش چشم سیاہ یار یاد آتی مجھے بیخبر ہے تم وجہ اللہ سے کچھ بھی خبر راتدن ارشم کو گو تیغ و سپر سے کام تھا مجکو خنداں دیکھ کر موتی نہ سمجھا برق طور ہے یقین مجکو کہ ہیم چشمۂ زمزم کی طرح آہ سوزان لب تھی آنسو روان تھی مثل شمع	عین کعبہ مین گر آہو دیکھتا روتا ضرور قد و قامت دست و بازو دیکھتا روتا ضرور گر کبھی رم کردہ آہو دیکھتا روتا ضرور ہے یہ لازم تجھکو ہر سو دیکھتا روتا ضرور یار کی شمشیر ابرو دیکھتا روتا ضرور ساحری گر چشم جادو دیکھتا روتا ضرور شیخ کعبہ گردہ ابرو دیکھتا روتا ضرور مجکو روتے رات گر تو دیکھتا روتا ضرور

دیوان الف ۴۸

لا مکان سیر کیا مین تلاش یار مین پھر تا
دیکھیا روتا ضرور
چرخ پر سیری تیکا بیتاب بے ہتا کرتا حال
پہنچتی ہے یا تقا روتا ضرور
خلق تو اسے ہی تیکی اس کو روتا ضرور
ترا اوسے انکی سے اوی روتا ضرور
اگر اعمال ناموں دیکھتا روتا ضرور
عجب میں ساتھ جیسے تیرے ایک ساتھ کرکتہ

جا بجا یہ ان آنکھین پیا ہین خدا انصار
یہاں تلک نبہ ماس سے
اوٹھا اوس ہین تو بن کا بندہ خد اخدا
ہوا ساتھ ان میں ہوں سجود جی یا تھو
خدا خدا کر
دعا سب جاہر اسے یہی جاگی سجود خدا خدا
اوٹھا اوٹھا جان میں آتا ہی جاتی خدا خدا
بیاری محفل میں آیا ساقی اپنا جلوہ دو لی کا بردہ
اوٹھا وہ تو ساتھ اپنا جلوہ وقت ان کے آئے تو اسے بیٹھیں
خدا خدا سرو میں سجدہ میں
جب ان کو

ہین اشک زخمون سے میرے جاری نہ دیکھی ہوگی یہ اشکباری
ہی ہین چشم پر آب قاتل یہ زخم بالائی جورا جورا کر

کہان وہ تسکلین کہان وہ باتین کہان وہ جلسے کہان وہ محفل
یہ سب کا سب خواب کا تھا سامان چھپا لیا بس کھا دکھا کر

بر نگِ ساغر ملا دیا منھ جو منھ سے تیرے خفا نہوتا
کیا ہے بیہوش تو نے ساقی شراب مجھکو پلا پلا کر

اوٹھا لیا یارون لئے پر نہ اوٹھا زمین سے ہرگز ہمارا لاشہ
یہ کسنے ہمکو ہے مار ڈالا نظر سے اپنی گرا گرا کر

جو بھیجین ہم مرغ نامہ بر کو تو چٹکیون مین اوسے اوڑا دے
اگرچہ وہ طفل کھیلتا ہے پر کبوتر اوڑا اوڑا کر

پس از فنا بھی اگر تو آئے کرون سگِ یار میہمانی
کہ استخوان کو ہے اپنے تن مین رکھا ہما سے بچا بچا کر

کرے اگر سرکشی یہ مجھسے ابھی فلک کو زمین پہ پٹکون
کہ توڑ ڈالے ہین ایسے مین نے ہزارون شیشے اوٹھا اوٹھا کر

کبھی مری دل سے کرتے ہین بل کبھی ہین شانہ سے یہ اولجھتی
غرض کہ زلفون کو تو نے ظالم بگاڑا ہے سر چڑھا چڑھا کر

شکست لکھتا تھا نام دل کا یہی تھی طفلی مین مشق تیری

وہی اثر ہے جنون کا ابتک وہی ہے لڑکون کو اب بھی کاوش
کہ میری مٹی کے روز مجنون بگاڑتے ہین بنا بنا کر

عجب نہین نامۂ عمل کا دلا ہو کاغذ اگر خطائی
خطائین کیسی ہین نے آشکارا کیے ہین عصیان چھپا چھپا کر

اثر ہے چاہ ذقن کی الفت کا بعد مردن بھی آہ باقی
کہ کھیلتے ہین ہماری مٹی کے ڈول لڑکے بنا بنا کر

کیا ہے پوشیدہ عشق ہمنے کسی سے در پردہ ہے محبت
پڑے ہوئے لبستر الم پہ جو روتے ہین منہ چھپا چھپا کر

جو خوف طوفان اشک سے اب نہین ہے جاتا بجائے قاصد
روان کرون سوی یار جانی خطون کی ناوین بنا بنا کر

ترا سا قد بن سکا نہ ہرگز تری سی صورت نہ بن سکی پھر
اگرچہ صانع نے لاکھون نقشے بگاڑ ڈالی بنا بنا کر

ادھر مژہ نے لگائی برچھی ادھر نگاہون نے تیر مارے
شکست دی فوج صبر دل کو یہ کسنے آنکھین لڑا لڑا کر

گئی ہے گویا شب جوانی تسرآ ن پہونچی ہے صبح پیری
بہت سی کی تو نے بت پرستی اب ایک دو دن خدا خدا کر

ہر کف پا مین حنا کا گل عیان بالای سر شعلہ او سکے زیر پا ہے اور دھوان بالای سر

[illegible]

تھے سبک وحشی کے پہونچے جلد یاران عدم مجھکو اک سرو رواں کے عشق نے مجنون کیا کانپ کانپ اوٹھی ہے اکثر میرے نالون سے زمین ہو گیا اکثر سرشک چشم سے خانہ خراب	ہان تو ہے عصیان کا اک بار گران بالای سر کیا عجب باندھی جو قمری آشیان بالای سر کیون نہ یارب گر پڑا یہ آسمان بالای سر گر پڑی ہے بارہا سقف مکان بالای سر

اس زمین مین اور اک ایسی غزل گویا کہون
جسکو سنکر رکھین سب اہل زبان بالای سر

چاند سورج ہین ترے اے جان جان بالای سر کاش پہونچے اشک کا آب روان بالای سر ہے زمین پاؤن کے نیچے آسمان بالای سر اے خط نورستہ مجھکو تیرا مجنون جان کر سر چڑھایا گر تو نے اے ظالم بگاڑا ہے اسے اسقدر گلکاریان کی ہین تری تلوار نے مثل گلبن پاؤن گڑ جائین زمین مین اے نسیم پھرتے ہین صحرا مین سر پر ہین گل داغ جنون بادشاہی سے یہ نفرت ہے کہ چھوڑون اپنا سر ہان خزان مین بھی شگفتہ ہین گل داغ جنون مجھسے یارب غم اوٹھا نہین اسکے عوض	کیون نہ ہو پھر پھر کے صدقے آسمان بالای سر ہے ہر اک داغ جنون آتش فشان بالای سر مہربان ہے زیر پا نامہربان بالای سر طوطیون نے آکے باندھا آشیان بالای سر گرتی ہے بل کاکل عنبر فشان بالای سر زخمون سے رکھتے ہین ہم اک گلستان بالای سر گر زر گل بھی رکھون مین ناتوان بالای سر خار اپنے زیر پا ہے بوستان بالای سر گر پڑے ظل ہمای آسمان بالای سر کہدو اب بلبل سے باندھے آشیان بالای سر کاش رکھدیتا زمین و آسمان بالای سر

[illegible]

بلبلین آنکھون پہ رکھین باغبان بالای سر
سر چڑھایا پہ جنون نے کہ بعد از مرگ بھی
شانہ بنکر پہونچے پھر سے استخوان بالای سر
ہے ہماری بیقراری سے تہ و بالا جہان
ہر زمان زیر قدم ہے ہر زمان بالای سر
آسمان مثل زمین ہے گاہ پاؤن کے تلے
اور زمین ہے گاہ مثل آسمان بالای سر
دل ہمارا فخر زن ہے عرش کے [illegible]
سینہ مین گویا جرس ہے کاروان بالای سر

ردیف زاے معجمہ

[illegible]

جب بہار آئی تو ہوتا ہے ہمیں جوش جنون
صورت گل چاک کرتے ہیں گریبان ہر برس
حال ہوتا ہے ہمارا جیب و دامان ہر برس
آہ دکھلاتی ہے یہ وحشت بیابان ہر برس
خانہ آباد ہو جاتے ہیں ویران ہر برس
اپنا جوش اشک دکھلاتا ہے طوفان ہر برس
گرتے ہیں ہم بار بن اس گرمی فریاد سے
خون سے دل ہوتا ہے گویا نار جانکاہ سے
طوق منت کا پہنتا ہے وہ جانان ہر برس
یاد آجاتے ہیں ہمکو وہ دندان یار
موتی برساتی ہیں آنکھیں ستم بدن ہر برس
جب بہار آئی ہے خواہش قتل کی کرتا ہے یار
ہوتی ہے آلودہ خون تیغ جانان ہر برس
اب نہ باغ سے گیا تیغ اوسکی تھی مجھی
زخم میرے مثل گل ہوتے ہیں خندان ہر برس

باغ جہان مین آہ بہار آئی لاکھ بار ظالم تو قتل کر کے ابھی سے نکر نہ جا گو خاک ہوگئے نہ گئی جستجوے یار کشتے ہین جب سے ہم تری شمشیر ناز کے اکدن سنا تھا کچھ مری سرگشتگی کا حال یہ زار ہون کہ موے بدن بھی وبال ہے سر چوب آستان پہ تری دے دے مارتے آخر ترے فراق مین میرا ہوا وصال	وہ نخل ہون صبا کہ نہ لایا ثمر ہنوز مین تو تڑپ رہا ہون پڑا خاک پر ہنوز جون گرد راہ پھرتے ہین ہم دربدر ہنوز آگاہ تھی نہ دوش سے تیری سپر ہنوز کہتا ہے یار ناز سے پھر تا ہی سر ہنوز تسبیر ہے دل مین الفت ابرو کے کمر ہنوز صندل سے تو گیا نہ مرا درد سر ہنوز دیکھا نہ شام ہجر نے روے سحر ہنوز

گویا جو حال پوچھے جو وہ کہیو اے صبا
بیٹھا ہے مثل نقش قدم خاک پر ہنوز

ردیف سین مہملہ

سر کٹے پر کر نہ چور نگ اے مری جلاد بس تیرا ہی مصراع قد ہے خوب شاعین مت نکال یار کا نقشہ نہ ہرگز کھینچ سکا غش آگیا سن نہیں سکتا مری نالوئین ایسا درد ہے کسکو طاقت ہے سنے دیوانی فریاد کو	تا کجا ظلم و ستم بس اے ستم ایجاد بس سرو کے مصرع پہ ظالم ہو چکا ایراد بس دیکھی صناعی تمہاری مانی و بہزاد بس جب کرد ان فریاد کہتا ہے وہیں فریاد بس سنکے زنجیر دنکا غل کہنے لگا حداد بس

دیوان گویا ۴۳

ردیف شین معجمہ

ایک سو دفتر وہ تیغ دو دم ابرو کرے
اے پری زلفون سے دل سے ہم و دوش
جس کے آنکھون میں نرگس و دوش

ردیف طای مہملہ

گرمی سے چاندنی کے ہوا ہی عرق عرق
مستی مین شب وہ ماہ جو گرم خرام تھا
نام خدا ابھی سے یہ طفلی مین حسن ہے
ساقی کے ساتھ چل لنکا فرط ضعف سے
آیا جو وہ تو اوڑ گئے صبر و قرار ہوش

آنے نہ اب کہین مری سرو روان کو غش
آ آ گیا تھا بزم مین پیر مغان کو غش
آتا ہے اوسکو دیکھ کے پیر و جوان کو غش
لیلی سے کہدو آیا ترے ساربان کو غش
یوسفؑ کے دیکھنے سی ہوا کاروان کو غش

گویا وہ ساتھ غیر کے جاتا ہو کہین
آنے لگا ہے آج جو مجھ ناتوان کو غش

ردیف صاد مہملہ

قہر ہے تیرا بت خود کام رقص
تیرے گانے سے زمین ہے وجد مین
آ گئی ہے چرخ مین گردون کی عقل
تان کے ہمراہ نکلی میری جان
ہولی گردون تلک ہے وجد مین
ہو وہ بسمل گر تڑپتا دیکھ لے
تیرے دکھلانے کو اے مہ آفتاب
دیکھکر تجکو تڑپ جاتے جو ہین

لے گیا دل سے مرے آرام رقص
کرتے ہین دیوار سقف و بام رقص
دیکھکر اے ماہ سیم اندام رقص
مفت مین اوسکا جو ہو بدنام رقص
رقص یہ ہے بس ہے اسکا نام رقص
دست قاتل مین کرے صمصام رقص
کر رہا ہے صبح سے تا شام رقص
کرتے ہین صید سپیر دام رقص

ردیف ظای معجمہ

دیوان اسیر

تاج شعلہ ہے دھوان بزم مین رکھتی ہے گویا شوکتِ شاہانہ شمع
ساق و ساعد کو ابھی دی ہین فریب دیکھیے کیا کیا کرے گی نازِ معشوقانہ شمع
توجو آئے گی تو آگے سر کرے گی سجدۂ شکرانہ شمع
آئے قدمون پر گیا کٹ کے سر الگلگے
زلف پر خم کا ترے کہتی ہے کیا افسانہ شمع
ہے زبان شعلہ پر کیا کیا دھوئین پیچ و تاب
بنگیا ہے روشنی سے روزن کاشانہ شمع
یا الٰہی کون ہے برق تجلی جب نکلا
سرِ ہ نقطۂ زبان جھلی ہے ہم خانہ شمع
ہے جہان نظرون مین اپنے بازیٔ شطرنج باز

خوش آئے کیا تجھے زاہد خطِ عذارِ صنم	جسے جنون ہو اس کو بہار سے کیا حظ
گناہ ہوتے ہین ای وای ہمسے خط کے لیے	الٰہی کاش ہوتا جہان مین پیدا حظ
نہین ہے کم مجھے رونیسے خندۂ ساغر	جو پاس یار ہو میکشی کا پھر کیا حظ
کبھی نہ لب ہوئے ان مرے آشنا شکایت سے	ہو دیکھے گالی یہ گالی اوٹھاؤن وناحظ

کہی جنون مین غزل ایسی ہم نے ای گویا
کہ جسکو سنکے اوٹھاتی ہے روح سودا حظ

ردیف عین مہملہ

اشک سے اپنی اگر رکھتی ہی آب دانہ شمع	کس لیے ہی جمع کرتی خرمن پروانہ شمع
گر ہٹا دے ہاتھ سے وہ ساقی مستانہ شمع	محفل مے مین دکھائے گردش پیمانہ شمع
بنگیا ساغر چراغ اوسکے حنائی ہاتھ مین	عکس رخ سے بنگئی موج مے پیمانہ شمع
یار اگر آئے تو روشن ہو مکان میرا ابھی	ہوگئے کہ روشن میان خانہ ویرانہ شمع
صورتِ قلقل کرے نالہ زبان شعلہ سے	ساقیا دیکھے جو تیری نرگس مستانہ شمع
ہی بلورین جھاڑ سارا روشن جو دیکھی دور سے	ساق و ساعد شمعین ہین اور چہرۂ جانانہ شمع
ساعد روشن کی اوسکی تب خبرداری کرے	کاٹ کر سر رکھدے پہلے ہاتھ مین بیجانہ شمع
دودِ شمع داغ دل کردیگا آخر سیاہ	مثل کعبہ کے بنائیگی مرا بتخانہ شمع
رونے مین کبھی ان حسینون کے سراسر مکر ہے	آنسوؤن کے تار سے رکھتی ہے دام و دانہ شمع

کر رہا ہے دیوانے کا وحشت خیز ہے ویرانہ مکان
گرمیٔ شب تاب سان اوڑلی ہے تربیتانہ شمع
آتش داغ جدائی کا جو لکھون خط مین حال
کیا عجب ہے گر بنے کاغذ قلم پروانہ شمع
سنگ جو آکر لگا پروانہ سان جلنے لگا
بنگیا ہے آتش غم سے ترا دیوانہ شمع
سامنے اوس کے ترا کافور ہو جائیگا رنگ
دیکھو اوس خورشید رو کو سامنے جانانہ شمع

جب جدا ہوتا ہون بلبل جا بجا مین [illegible]
[illegible] پروانہ شمع
مین وہ ہون دیوانہ اگر محفل مین جا بیٹھون
[illegible] طفلانہ شمع
خانۂ فانوس سے [illegible] عذار
[illegible] پیمانہ مین
رو دیا بیکس [illegible] شمع
نالہ جانسوز [illegible] شمع

ردیف غین معجمہ

[illegible] چراغ
[illegible] چراغ

کوچۂ گیسو میں داغوں کے سبب بچی گا دل | یعنی ہوتا ہے شبِ تاریک میں رہبر چراغ

رات بن تیرے یہ میرا حال تھا ای شمع رو | شعلے نظر و نمین مری اخگر تھی اور مجمر چراغ

کس لیے جاتا ہی تو سروِ چراغان دیکھنے | مین ہون داغون کی بدولت پانوی سے سر تا چراغ

تیری شبہای جدائی مین دیا کسنے یہ رنج | اپنے شعلے سے دکھاتا تھا مجھے خنجر چراغ

سب حسینان جہان ہوتے ہین ہرجائی دلا | دیکھ لے ہوتا ہی روشن شام کو گھر گھر چراغ

یہ سیہ خانہ ہمارا یار وحشت خیز ہے | گر کہ شب تاب ان اوڑتی ہین یان اکثر چراغ

آہ سے اک اپنی داغون مین لگ اوٹھتی ہی آگ | ورنہ دیکھا ہی کہ گل کر دیتی ہے صرصر چراغ

مار ڈالا ہی جو اوسنے داغ دی دیکر مجھے | چاہیے روشن کرے آ آ کے تربت پر چراغ

ہو فزون قدرِ حسینان جسقدر رہون یہ بعید | دور سے دیکھو تو آتا ہی نظر اختر چراغ

گر حنائی ہاتھ مین لے جام مے وہ شمع رو | موج مے ہو جائے شعلہ اور بنے ساغر چراغ

میری مژگان پر نہین ہے جلوۂ لختِ جگر | ہین لبِ دریا پہ روشن ای پری پیکر چراغ

دیکھی جو گردن کشی اوس شمع رو کی بزم مین | سنہ ہے کیا پھر اپنے شعلے سے اوٹھائی سر چراغ

اوسکی تیغِ ظلم سے انجام کو عاشق نہین | ایک دانہ نہ نکلے ڈھونڈھو گر لیکر چراغ

ذکرِ حق سے دلکو روشن کر جلاتا کیا ہی شمع | گل نہین ہوتا ہی ای گویا یہ تا محشر چراغ

ردیف فا

آپسی جاتا نہین مین اوس ستمگر کیطرف | خود بخود گردن کھینچی جاتی ہی خنجر کیطرف

بلبل بہجوم گل سے جو چمن مین بیان تلک
پہولون سے چہا گیا ہے ترا آشیان تلک
اوڑ اوڑ کے رنگ پہر گئی روہان تلک
کب پہونچے آہ ضعف سے گوش بتان تلک
نوبہار فصل سے جا بوستان تلک
سوجا ٹہر کے سینہ سے آئی زبان تلک
تک بھی نہ اوسکا ایام سے اخوان تلک
بھولا ہے بعد مرگ بھی مجھے دوستان تلک

ردیف کاف عربی

وہ بھی آیا نہ آسکے اب ہین ہم
اس کو کہتے ہین انتہائے فراق
روز محشر ہزار ہو او بس
ہے یہ گویا کا خونبہائے فراق

آستین پہر آنسوؤن سے ہای تر ہونے لگی	پہر لگے بہہ بہہ کے جانے اشک دامان کیطرف
ہی یقین پہر ابکی یہ ہمکو کنوئین جہنکوائیگا	دل ہوا مائل پہر اک چاہ زنخدان کیطرف
آبلون کے زخم پہر شاید کہ ہوجائین ہرے	پہر بہار آئی چلے خار مغیلان کیطرف
ای جنون رگہای تن کو شوق نشتر پہر ہوا	دیکھتا ہون پہر کسیکی نوک مژگان کیطرف
چہٹ گئی دست خرد سے پہر عنان اختیار	لیچلا پہر توسن وحشت بیابان کیطرف

پہر ہوا شوق شہادت آہ ای گویا مجھے
پہر جہکا جاتا ہی سر شمشیر بران کیطرف

پرواز تپش از بن تھی مری آسمان تلک
اب تو چمن سے جا نکون آشیان تلک
ایسا کیا ضعیف غم انتظار نے
آنکھون کو میرے بار ہے خواب گران تلک
عالم ہون علم عشق کا مین کہ ہمسری
اے عندلیب تو ہے پڑھی بوستان تلک

ردیف قاف

کاہش جان ہے لب یہ ہای فراق	کس بلا مین ہے مبتلائے فراق
گوے دوزخ اوسے پہونچتا ہے	نہ کسیکو خدا دکھائے فراق
کہا گیا غم ترا کلیجے کو	دل مرا ہو گیا غذای فراق
جان دی اوسکا نام لے لے کر	بس دلا تھی یہی وفائے فراق
داورس کوئی بھی جہان مین نہین	مین کہون کس سے ماجرائے فراق
سقف گردون دون جلا دی کہین	اے مری آہ شعلہ زائے فراق
دل بھی بیگانہ ہو گیا مجھ سے	مین ہوا جب سے آشنائے فراق
خوار ہون زار ہون پریشان ہون	اوس سے کہدو یہ ماجرائے فراق

اوس سہی قد کے وصف سے پہوا مرتبہ بلند
اپنی غزل کی زمین آسمان تلک
[illegible]
پہونچا ہے سرو آستان تلک
[illegible]
ترا ہون ... بیہودہ ان تلک
[illegible]
نامی ... ہون تلک

[illegible]

الخ

[illegible]

ردیف لام

[illegible]

اللہ رے دماغ ذرا دیکھو اسے ہما	آیا نہ بے طلب سگِ یار استخوان تلک
اوس ماہ نے جو سر مرا اٹھکر ایا پانوں سے	پہونچا دماغ آج مرا آسمان تلک
نخلِ مرادِ یار ہوا آج بار ور	صد شکر کہ کٹکے سر مرا پہونچا سنان تلک
پھر جای تیر آکے وہ برگشتہ بخت ہون	رخ پھیرے دیکھکر مجھے اوسکی کمان تلک
مرنیکے بعد ہے سگ جانان کا انتظار	کہدو بہانہ آئے مرے استخوان تلک
سو بار آکے موت بھی فرقت مین پھر گیئی	برگشتگی نصیب کی کیجیے کہان تلک
گویا یہ ناتوانی کا احسان مجھپہ ہے	آنے دیا نہ یار کا شکوہ زبان تلک

ردیف کاف فارسی

شمع بھاگی دیکھکر میرے سیہ خانہ کا رنگ	دیکھ لے گر سوز دل اوڑ جای مردانیکا رنگ
ساقیا ہنجبِ رنگین مین لے وہ مست ناز	سرخ ہوجاے اگر ہو سبز پیمانے کا رنگ
تو عبث دھوتا ہی قاتل دامنِ گل کی روش	میرے خون کا تیر دامن سی نہین جانیکا رنگ
اوس پری کی چشم کی تعریف کا کھون جو ورد	ہو سلیمانی مری سبحے کے ہر دانیکا رنگ
ساقیا تو ماہ ہی اور ساغرِ مے آفتاب	آسمانی چاہیے اوس تیرے میخانہ کا رنگ
نغمۂ رنگین کو سنکر مثلِ گل بنتے ہین گوش	چھا رہا ہے بزم مین ایسا ترے گانیکا رنگ
دامنِ گل کردیا ہے دامنِ کہسار کو	ابر سیکھے آکے ہم سے اشک برسانیکا رنگ
جسم سرخ ایسا ہی پہنا اوسنے جو موتیکا ہار	ہر گہر مین صاف اب ہوگی کے ہر دانیکا رنگ

ردیف میم

[illegible]

پیٹ بھر کے حال تھا میرا جو وصال ہوا
نہ تو میں ہی رہا نہ مرض وہ رہا
دست شفا کی قسم

جور و جفا کی قسم
ہمین کرچکا کشتۂ تیغ ستم

تادم زیست الم
نہ تجھ جیسا نہیں عجیب نصیب ہم

نازو ادا کی قسم
کسی تو رکا بھائی نہ ناز و ادا

بھی وصیان ہوا
زبسکہ ہجر میں

تھی بے سروپا کے قسم
ہی حال ہمارے ہے قیس کا بھی

مثل ابرو منھ یہ کھائیں یار کی تلوار ہم
دیکھکر مرجائینگے وہ ابروِ خمدار ہم
یعنی چشم مست ساقی کی بھی بیمار ہم
ڈھونڈتے پھرتے ہیں اک کوچہ و بازار ہم
عین صحت ہی جو اون آنکھوں میں بیمار ہم
ہاتھ میں دیوانے کے کسطرح دیں تلوار ہم

صورت مژگان جگہ آنکھونپہ ہم خنجر کو دیں
اپنی کشتی ڈوبیگی تلوار ہی کی گھاٹ میں
کیوں نہ اب جام عصا مینا کی ہو ہاتھ میں
بنگئی ہے خاک بھی بعد از فنا ریگ رواں
ہم تو کیا ہیں حضرت علیٰ دیکھیں تو تھیں
تیغ ابرو کا تصور دل میں لا سکتے نہیں

نالہ پر درد اسے گویا سنایا چاہیے
یار کہتا ہے سنیں گے درد کی اشعار ہم

مرے خون سے سرخ کر اور لگا تجھے ہاتھوں کے رنگ حنا کی قسم
نہ اوٹھاؤنگا تیغ تلے سے میں سر مجھے یار تیرے کف پا کی قسم
کہا لیلی نے قدر شناس ہیں ہم ہمیں اپنی ہی مہر و وفا کی قسم
جو ہے قیس کو غم ہے یہاں بھی الم کہو کھائیں دوبارا خدا کی قسم
کہا لیلی نے ناقہ جو چل لنکا یہی قیس کا بن ہے خدا کی قسم
یہ اوسی ہی کے عشق کا جذب ہوا اوسی وحشی بے سروپا کی قسم
کبھی باغ میں گل پہ کروں نہ نظر رخ یار کے حسن و صفا کی قسم
مری نظروں میں سانپ ہیں سنبل تر مجھے حلقۂ زلف رسا کی قسم
کہیں آیا گو لانظر جو کبھی کہا لیلی نے باد صبا سے یہی

کبھی چٹکی نہ کوئی چمن مین کلی مجھے اوسکے دہن کی صدا کی قسم

جو چمن مین وہ لالہ عذار نہین کسی گل پہ ذرا بھی بہار نہین

کہین نغمۂ بلبل زار نہین مجھے جنبش بادِ صبا کی قسم

دل مضطرب آہ جو کہنے نہین ہو کہو سیدھی بھی بات تو ترچھی سنو

یہ سمجھ لو جو کعبہ بھی تم ہو بتو نکرون کبھی سجدہ خدا کی قسم

شب ماہ ہی اور چمن کی فضا لب نہر ہے اور ہی ٹھنڈی ہوا

کوئی جام شراب کا دے گویا تجھے ساقی ماہ لقا کی قسم

کوچۂ جانان مین جب جاتی ہین ہم
باغ مین بے یار اگر جاتے ہین ہم
شکل مژگان تیغ گو منہ موڑ لے
کیون نہ کہیے جنگ ہی یہ عین صلح
مول لیتے ہین لڑائی یار سے
اسقدر ہم جنس بے مقدار ہین
صید ہین پر کرتے رہتے ہین شکار
ہجر مین جز غم نہ کھایا ہم نے کچھ
یاد آتا ہے جو وہ رنگین ادا
آگے اوس شمشاد قامت کے مدام

کیا ہی مایوسانہ پھر آتے ہین ہم
بلبلون کی طرح چلاتے ہین ہم
سر کو اپنے کوئی سرکاتے ہین ہم
لڑتے ہی آنکھ اوس سے ملجاتے ہین ہم
دیکھے دل آنکھین لڑا آتے ہین ہم
لو جو تم نظرون مین تل جاتے ہین ہم
دام مین صیاد کو لاتے ہین ہم
یار کھانیکی قسم کھاتے ہین ہم
اشک خون آنکھون سے برساتے ہین ہم
بید کے مانند تھرّاتے ہین ہم

پیشوائی کے لیے آئے غزال
کسکی آنکھین دیکھکر آتے ہین ہم

وہ پری پہنائے گر زنجیر زلف
تو ابھی دیوانے بن جاتے ہین ہم

ایک بھی غمخوار یہ کہتا نہین
رو نہ تو اوسکو لیے آتے ہین ہم

ان جفاکارون کو رکھتے ہین عزیز
دشمنون کے دوست کہلاتے ہین ہم

گفتگو کرتے ہین وصل یار کی
پھر یہ کہتے ہین کہ کیا گاتے ہین ہم

کھاکے بل کہتا ہے وہ موے کمر
گیسوؤنکو پیچ سکھلاتے ہین ہم

تیر مژگان اوس کا پھر یاد آگیا
پھر کمان کیطرح چلاتے ہین ہم

تار ثابت جیب و دامن مین نہین
ای جنون تیری قسم کھاتے ہین ہم

آنکھ مجھسے پھیر کر کہتا ہے وہ
گردش ایام دکھلاتے ہین ہم

تا لہو پوچھے وہ اپنی تیغ سے
زخم دامن دکھلاتے ہین ہم

ہجر کی شب ہمکو نیند آئی نہین
زلف شبگون کی قسم کھاتے ہین ہم

تو نے نظرون سے گرا یا کیا ہمین
سب کی نظرون سے گرے جاتے ہین ہم

نام لکھ لکھ کر ترا وصلی پہ روز
ہجر مین یون دل کو بہلاتے ہین ہم

سامنے آتا ہی جو یوسف جمال
اوسکے ہاتھون مفت بک جاتے ہین ہم

ایسی خوش آئی ہے از خود رفتگی
آپ مین پھر یون نہین آتے ہین ہم

یہ غذا لکھی تھی کیا تقدیر مین
کیون فلک یون ٹھوکرین کھاتے ہین ہم

بھیجتے ہین خط یہ خط او شہسوار
گھوڑے اب کاغذ کے دوڑاتے ہین ہم

دردِ سر کی یہ ملی ہے سکو دوا
سر تری چوکھٹ سے ٹکراتے ہین ہم

دیکھ آتا ہے جو کوئی یار کو
یادون او ... سے جو خفا ہین ہم

سر دو بال دوش ... کھاتے ہین ہم
ہم سے یادون کی ... آتے ہین ہم

دو کو غفلت مین ... جاتے ہین ہم
بھول جاتا یاد دو ... جاتے ہین ہم

بن ترے جب باغ کو جاتے ہین ہم
داغ تازہ دل پہ کھاتے ہین ہم

دل سا آئینہ وہ ... ہین ہم
یار کو آغوش مین پاتے ہین ہم

بیقراری سے گر ... برساتے ہین ہم
یاد آتے ہین ... کھاتے ہین ہم

یون دل مجنون کو بہلاتے ہین ہم

یہ جہان ہے کشتی بحر فنا | بیٹھے ہین لیکن چلے جاتے ہین ہم
دریے کو بھی لوگ کہتے ہین وصال | یہ اگر سچ ہے تو مر جاتے ہین ہم
ضعف سے صابر ہمین کہتے ہین لوگ | مفت مین ایوب کہلاتے ہین ہم
گھر سے کیونکر نکلین از فرط ضعف سے | بیت کے مضمون کہلاتے ہین ہم
قبر پر اوسنے کہا آؤن گا مین | اس توقع پر سوے جاتے ہین ہم
دیکھیے اب شام غربت کیا دکھائے | رخصت اے صبح وطن جاتے ہین ہم
ضعف سے رہتا ہے اب پاؤن پہ سر | آپ اپنی ٹھوکرین کھاتے ہین ہم
زردی رخ سے ہین کشت زعفران | جاے گریہ ہے ہنسے جاتے ہین ہم
بار عصیان سر پہ ہے گویا بہت | کیا اوٹھائین سر جھکے جاتے ہین ہم

ردیف نون

بے سوالی صبر کی دولت اگر پیدا کرون | مثل گل بے منت مخلوق زر پیدا کرون
مین توکل سے شکیبائی اگر پیدا کرون | خاک صحراے قناعت سے شکر پیدا کرون
مقتضاے طینت صافی ہے باغ دہر مین | رابطہ مثل صبا با خشک و تر پیدا کرون
عشق برخوردار سے چاہون کہ پھل ہووے نصیب | پہلے آہ و اشک سے نخل و ثمر پیدا کرون
تب تو اہل دل کی خوشبو سے معطر ہو دماغ | جستجو مثل صبا جیب و در بدر پیدا کرون
برق سان اے دل جو دائم برزدہ دامن رہے | بیقراری مین وہ اپنا ہم سفر پیدا کرون

وہ اگر صندل لگانے دردِ سر پیدا کرون
یار اگر عیسیٰ ہے بیمار ہو جاؤن ابھی
نخلِ قدِ یار مین برگ و ثمر پیدا کرون
آگ لگ جاوے اگر مین بال و پر پیدا کرون
شام ہی سے حالتِ شمع سحر پیدا کرون
دل مین ہی ایسا مکان مختصر پیدا کرون

باغِ عالم مین اگر پیوند الفت ہو درست
ہو دے شبنم کی طرح پرواز میری تا فلک
طالع واژون کے دولت اندلون یہ حال ہے
کھینچے یہ چرخِ ستمگر مجھپہ تیغِ آفتاب
سب جہان یعقوب سان آنکھون سے نہان ہو گیا
یار تک کب اوڑ کے جانے دے یہ بخت نارسا

تو تو شاخِ بید سے بھی مین ثمر پیدا کرون
پرتو خورشید سے گر بال و پر پیدا کرون
عیب جب باقی ہین مین جتنے ہنر پیدا کرون
صورتِ شبنم جو اوس گلشن مین گھر پیدا کرون
اپنی یوسف کی کہان سے مین خبر پیدا کرون
خود بخود کٹ جائین گر مین بال و پر پیدا کرون

ہون جو اے گویا ابھی بحرِ رمل مین غوطہ زن
بیبہا اس بحر مین کیا کیا گہر پیدا کرون

ہون وہ بلبل چاہو نین گلشن اگر پیدا کرون
تیغِ ابرو کے ترے مضمون اگر پیدا کرون
آہ بے تاثیر مین گر کچھ اثر پیدا کرون
ہون وہ گریان بعدِ مردن اپنی خاکِ قبر سے
خود بخود جلنے لگین پروانہ سان آشعار و
خط اگر لکھون کبھی مین اپنے رشکِ ماہ کو
خنجرِ غم سے کرون سینے کو اپنے چاک چاک
آسمان سی ستارے ہو کے پتھر گر پڑین
بغض ایسا ہے اوسی ہر گز نہ آئی بھول کر

صورتِ طاؤس اپنے بال و پر پیدا کرون
اپنے ہر مصرع مین سیفی کا اثر پیدا کرون
گھر مین مٹھی بیٹھے اوسکے دل مین گھر پیدا کرون
سبزۂ تُربت کے عوض مژگان تر پیدا کرون
گرد پھرنے کے لیے گر بال و پر پیدا کرون
بیضۂ گردون سے مرغِ نامہ بر پیدا کرون
یاد مین اوس ایک دُر کی لاکھ دُر پیدا کرون
مین جو نخلِ آرزو مین بھی ثمر پیدا کرون
نقشِ حُب کس طرح گر لکھتے ہی گھر پیدا کرون

اوس پری سے صورتِ سایہ بھی بون کو بلند
اوس سپہ بختی مین اتنا تو اثر پیدا کرون
وہ جو چشم مہر سے جس دم نگاہ کرتے ہین
پر سا کی چاند کو بھی رنگ ماہ کرتے ہین

۵۲

کبھی جو ہم تری فرقت مین آہ کرتے ہین
فلک کو دیکھ کے ہم روسیاہ کرتے ہین
لکھا ہے نامہ مین ابرو کا جو وصف
جو لفظ ہم تری تعریف مین لکھتے ہین

لبلبل

بلبل ہے چمن مین ایک ہمدرد | مین بھی کسی گل کا مبتلا ہون
آئینہ ہے جسم صاف اوس کا | کیون کر نہ کہے مین خود نما ہون
کہتا ہے یہ مشتری فلک پر | یوسف ترے ہاتون مین بکا ہون
رخسار وہ رکھ کے سو گیا تھا | گل تکیون کو روز سونگھتا ہون
خط لکھ کے جو ہے تلاش قاصد | مانند قلم مین پھر رہا ہون
مرجان کہے دیکھ دیکھ وہ ہاتھ | مہندی کیطرح مین پس رہا ہون
اتنی تو جفا نہ کر اے بت | آخر مین بندۂ خدا ہون
ابتو مجھے غیب دان کہین سب | مین تیری کمر کو دیکھتا ہون
گویا ہون وقت کا سلیمان | پریون ہی پہ حکم کر رہا ہون

ثانی ترا کوئی نہین حسن جمال مین | سورج کے قبضے مین ہے کرن چاند ڈھال مین
خال سیاہ یار جو دیکھون تو ہون خجل | ٹھہرین نہ تلیان کبھی چشم غزال مین
آنکھون مین چھا رہا ہے کس انسان کا خیال | آتی نہین فرشتے بھی اپنے خیال مین
چلنے مین پاے یار سے آتی ہے یہ صدا | نسبت نہین تدرو کو کچھ چال ڈھال مین
ڈھڑکا شب فراق کا دل سے نہ جائیگا | ہو جائیگا وصال ہمارا وصال مین
تھا دل مین بوسہ اک خط جانانہ کے لیے | کانٹے سے پڑ گئے ہین زبان سوال مین
دل نے جو عشق زلف مین صدمے اوٹھائے ہین | لاکھون ہی بال پڑ گئے ہین اس سفال مین
دل مین ہی مو کمر سے ہم آغوش ہو جیے | ہے کیا خیال اس دل نازک خیال مین

جو تیری تیغ جہازی نہ مجھ سے منھ موڑے
تو پہلے وار مین دریا سے غم کے پار ہو مین
جنون پڑین مری نازک مزاجی پر تجھ
لگا مین پھول جو لڑکے تو سنگسار ہو مین

مطلع

کہی ہے وصف کمر ایسا جو ایک کمر کا ... زمینون مین
ہے امتحان مرے اشعار سے زمینون مین
خط عذار کا مضمون جو بندھ گیا ہم سے
وہ شرح سخن کی جو نکتہ چینون مین
ہزار دی بجھے گردش فلک نے مین نہ بجھا
دیا تو فرق ہے اثر ات اور کمینون مین
بجھایا شمع کو فانوس مین لگا دی آگ
کلا بیان جو نزی دیکھین آستینون مین
عدم کو قافلہ یارون کا آرہا چاہیے
لبان نوش قدم ہم ہین واپسینون مین
کمال ساقی مہوش برنگ گل ہے عرق
نکھرو غنچہ روشن ہے آستینون مین
ادا ہو شکر ترا کس طرح زبانون سے
سمائے نام ترا کیونکر ان نگینون مین
جو میرے ماہ کو ہو ذوق شہسواری کا
رکاب مین ہا لہ مہر کی لگاؤن زمینون مین
کہون مین کیون نہ گل اندام ان حسینون کو
گلاب کیسی کچھ آتی ہے بو پسینون مین
نہ کیون ہو جام ہمارا برنگ ساغر ما
ہے آفتاب نہان اپنے آبگینون مین

بہانہ ساقی مہوش سے ہو لینے کا	نہین ہون نشے مین بہوش ہوشیار ہون مین
نجات بعد فنا خاک سے بھی بیتا بی	مرون تو شیشۂ ساعت کا پھر غبار ہون مین
دل و دماغ مرا جانتی ہے کیا بلبل	نہ الجھون دامن گل سے کبھی وہ خار نہین
یقین ہے سرو لب جو بھی پا بمالی ہو	جو تیرے پانو نپہ سر رکھ کے شرمسار ہون مین
ہر ایک داغ ہے گل اور آہ سرو نسیم	وہ عندلیب ہون گلشن کا یادگار ہون مین
تو اپنے چاند سے مکھڑے کو گر کہے گلزار	ہلال کہنے لگے اس چمن کا خار ہون مین

ادھر تو دیکھیو گویا نے گل کھلائے ہین
ہجوم داغ سے کہتا ہے لالہ زار ہون مین

دماغ اور ہی پاتے ہین ان حسینون مین	یہ ماہ وہ ہین نظر آئین جو مہینون مین
خیال زلف ہے یون عاشقون کے سینون مین	کہ جیسے سانپ ہون بیٹھے ہوئے خزینون مین
کمال حسن ہے ای چرخ ان حسینون مین	ہین آفتاب عذارون مہ جبینون مین
قسم خدا کی نظارہ کرین خدائی کا	لگائین آئینۂ دل جو دوربینون مین
ہمارے ماہ کو یہ زاہدون نے سجدے کیے	ستارے بنگئے گھٹے جو تھے جبینون مین
بتون سے دور ہین اب کیا خدا کی قدرت ہے	کبھی وہ دن تھے کہ ہم بھی تھے ہم نشینون مین
خوشی کا روز ہے ابتو گلے لپٹنے دو	نظر پڑے جو مہ عید سال مہینون مین
اس ایک خال پہ ای ماہ تو نہو مغرور	ہزارون داغ ہین یان عاشقون کے سینون مین
جو ماہ شام کو نکلے تو صبح کو خورشید	ہے اتفاق نہین دیکھو حسینون مین

سبزہ تلک اپنی قبر کا خوابیدہ ہو گیا / پر ہمکو نیند آئی نہ اک دم مزار مین
لو برق طور تا بتجا لن ترانیان / پتھرا گئین ہین آنکھین مری انتظار مین
جائین کب آشنا ترے دریا کی سیر کو / اشک رواں سے رکھتے ہین دریا کنار مین
یہ کس نے آکے قبر پہ بے چین کر دیا / کیا سو رہے تھے چین سے کنج مزار مین
آیا ہے خواب بھی شب وعدہ اگر ہمین / آنکھین کھولی رہی ہین ترے انتظار مین
خاک چمن سے کیا ہے مرا کالبد بنا / داغون سی گل جو کھلتی ہین فصل بہار مین
بعد از فنا بھی حسن پرستی سی کام ہے / آئینہ سان صفائی ہے سنگ مزار مین
آنسو بہاؤن آنکھون سی اد سکو لگا کی مین / موتی پروؤن یار کے پھولون کی ہار مین
کیون منھ سے بولتا نہین نکلا ہی اتو خط / دروازہ بند باغ کا مت کر بہار مین
رو ذہین یاد گوہر دندان مین رات دن / موتی بکھرے ہین مثل صدف یان کنار مین
کہیے وہ لعل لب خط مشکین مین دیکھکر / پیدا ہوا ہی لعل بدخشان تتار مین
فرہاد کی یہ آنکھین ہین شیرین کو ڈھونڈھتی / اہو دل غزال پھرتے نہین کوہسار مین
موذی ہی چرخ اس سی نہین کچھ بھی بعید / پیچ یون بھری راستی نہین رفتار یار مین
تجھ بن نہین یہ جلوہ نما شب کو ماہتاب / چشم فلک سفید ہوئی انتظار مین
تو سن کے ساتھ موڑون جو عین منع کرتا تو / ظالم عنان صبر نہین اختیار مین
پھولون کا ہار بن گیا ہے موتیون کا ہار / ایسا خوشی سے پھول گیا دستیار مین
نفرت یہ ان گلون کو ہی مر نیکے بعد بھی / ہوتا نہین ہے گل مری شمع مزار مین

گر پیشواے خلق ہے زاہد تو کیا ہوا / تسبیح کا امام نہین ہے شمار مین
مضمون تری کمر کا ہے کیا آج بندھ گیا / عنقا پھنسا ہے آکے دام شکار مین
پھرتے ہین منھ سے پھول جو کرتا ہی بات تو / کھلتا نہین ہے پھل چمن روزگار مین
قاصد تو صاف کہدے مکدر ہی [illegible]
لکھا جو نامہ یار نے [illegible]

پاؤن کو اپنے آبلگی صحرا مین بھی بہار
واجب ہے آب تیغ سے کر لیجیے وضو
دریا مین اوسکے تیر مژہ کا پڑے جو عکس
آیا کبھی نہ یار نہ آیا مین آپ مین
ناسور پڑ گئے ترے دانتون کے رشک سے
کھا کھا کے گل ہوا ہون چمن مین میری خاک کے
آتی ہی فصل گل مجھے جوش جنون ہوا
کرتی ہے صاف آئینے کو خاک دیکھ لے
رکھتے نہین غرور سے وہ پاؤن عرش پر
بتلاؤن کیا وہ کیسی ہی آرام کی جگھہ
اپنے سوا نہین ہی کوئی اپنا آشنا

چھالے ہمارے پھول پڑے ہین کے خار مین
سجدہ جو کیجیے خم ابروے یار مین
سوراخ ہو ہر ایک گہر آبدار مین
اپنے اور اوسکے شکوے کیے انتظار مین
روزن نہین ہے یہ گہر آبدار مین
طاؤس بنتے ہین چمن روزگار مین
زنجیر در سے باغ کے باندھو بہار مین
جوہر نہ پوچھ جو ہین ہر اک خاکسار مین
چلتے ہین سر کے بل جو رہ کوے یار مین
سو جائین پاؤن جاؤن اگر کوے یار مین
دریا کیطرح آپ ہین اپنے کنار مین

گویا کبھی ہے یاس کبھی انتظار یار
کیا کیا ہین رنج زندگی مستعار مین

روز دکھلاتا ہی طوفان دیدۂ تر سیکڑون
فرقت ساقی مین کھائی داغ دلپر سیکڑون
فتنے برپا ہوتے ہین ہر ہر قدم پر سیکڑون
اپنے رونے کے ہمین لکھنے ہین دفتر سیکڑون

ایک پل مین ٹوٹ جاتی ہین یہان گھر سیکڑون
میکشو ہے ایک مینا اور ساغر سیکڑون
دم بدم دکھلا رہا ہے یار محشر سیکڑون
ای صبا طیار کر موجون کی مسطر سیکڑون

[illegible]

فکر ہستی ہے کسی سرو سہی کے وصف کی
چاہ مین اوسکی گرا دیتے کنوئین مین آنکو
نقش جب لکھولکے ہمنے اوس پری کی عشق مین
مثل طفلان وحشیون سے غندے چرخ پیر کو

راتدن سولی یہ رہتے ہین سخنور سیکڑون
میرے یوسف کی اگر ہوتے برادر سیکڑون
خانۂ عامل کو بھی جھلکوائیں گھر سیکڑون
گر طلب مینھ کی کرین برسا پتھر سیکڑون

بندۂ ساقی کوثر ہون مین گویا وقت نزع
لائینگی بھر بھر کے حورین جام کوثر سیکڑون

تونہین ہے آگے آنکھون کے تو داغ حرم نہین
بن ترے فردوس مین بھی دم فراخرم نہین
دیدۂ دل بیقرار ہے قرار اک دم نہین
مثل ساغر لب سے لب اپنا ملادے ساقیا
دل پریشان ہو گیا اوسکی پریشانی ہاے
قتل کرکے مجھکو کیا وہ سر جھکانی شرم سے
وہ سلیمان ہون کہ ہے ملک جنون زیر نگین
مرگیا جب مین تو آیا قبر پروہ سیم تن
او دل نادان کبھی دیتے ہین میٹھا زہر ہے
پس گیا ہی دل کسی محبوب گندم رنگ پر
مرگیا ہو نہین وہ کہتا ہے کیا ہی کچھ فریب
کیون نہون سب رنگون اوس بت کی ابرو دیکھکر

جنبش مژگان کف افسوس سے کچھ کم نہین
نخل طوبی نخل ماتم سے مجھے کچھ کم نہین
سنگ مدفن بھی ہمارا آسیا سے کم نہین
جام ہی شیشہ ہی ہم ہین کوئی نامحرم نہین
دو جہان برہم ہین وہ زلف دوتا برہم نہین
اسقدر سرکش ہے جسکی تیغ مین بھی خم نہین
حلقۂ خاتم سے اپنا طوق گردن کم نہین
خاک ہو جانا دلا اکسیر سے کچھ کم نہین
کون کہتا ہی لب شیرین مین اوسکے سم نہین
گردش اپنے بخت کی کچھ آسیا سے کم نہین
دم سمجھتا ہی وہ ظالم اور مجھ مین دم نہین
سامنے کعبہ کے کیسے کس کی گردن خم نہین

[illegible]

باتون ہی باتون قاتل بے موت مارتے ہین
شمشیر کی زبان سے مجھکو پکارتے ہین
ساقی کی ابروؤن پر دل اپنا وارتے ہین
اس طاق پر یہ شیشے صدقے اوتارتے ہین
دل بھی دیا بتون کو تسپر نہ سمجھے اپنا
اب تک مجھے مسلمان کہکر پکارتے ہین
بجلی چمک رہی ہے کالی گھٹا ہے چھائی
ہنس ہنس کے کیا وہ اپنی زلفین سنوارتے ہین
وہ مست ہون اگر مین جاتا ہون بزم مین سے
قلقل سے شیشے مجھکو پکارتے ہین
بازی ہے اپنے آگے قاتل کی تیغ بازی
[illegible] سر اپنا ہارتے ہین

[illegible]

وہی

ویسی ہی او سکے سگ سے بعد از فنا بھی الفت
آنکھیں مین کھا کے جسنے دیوانہ کر دیا ہے
ہم سکو جانتے ہین دیوانہ اوسی پری کا
کیا ہی ہوا اجل کا مجھہ پہ قدم مبارک
کوچے مین اوسکے جاکر سر کاٹ ڈالتا ہون
اوس شہر یہ ہے مقرر شمشیر خدا کا سایہ

ہر استخوان سے اوسکو بھونڈ پکارتے ہین
بادام پتھرون پہ سر دی مارتے ہین
لیلی بھی ہو تو مجنون کہکر پکارتے ہین
ہاتھون سے قبر مین وہ مجکو اوتارتے ہین
منزل تلک پہنچ کر سب بوجھہ اوتارتے ہین
جیسے کہ سگ شکاری شیرون کو مارتے ہین

بازی بدی ہے اوس سے بوسونکی ہمنے گویا
ہے جیب یون بھی اپنی کھینے کو ہارتے ہین

پیش نظر ہو تو سدا رہتا ہون مین اس دھیان مین
آنکھون کا دون پردہ لگا جانان ترے دالان مین
بے بادہ ہے رنج و تعب آنسو روان ہین روز و شب
ہے کشتی مے کی طلب ساقی ہے اس طوفان مین
تجکو جو ای رشک پری اب ان دنون نفرت ہوئی
صورت رگ افسوس کی پیدا ہوئی ہے پان مین
حاضر ہے دل سینے مین پان گر اس پہ تم ہو مہربان
رکھتے نہین اب جان جان غیر از کباب اخوان مین
تجھہ بن جو بے چینی رہی وہ گوشہ زد ہو جائے گی

اشک گوہر لخت دل یاقوت ہین
چال ایسی چل زمین ٹھوکر نہ کھاے
بوریے پر ہے قناعت ای فلک
کردیا یہ ضعف نے نازک مزاج
اوٹھہ گیا کیا یان سے وہ شوریدہ سر
چشم احول مین نظر آتا ہے ایک
آسمان ہنستا ہے اوسکی چال پر
پھر گیا ہے آپ وہ مہرہ مرا
نعش پر گویا کی کہتا تھا وہ شوخ

عشق کی دولت سے یان کیا کیا نہین
اس مین کیا نادان تجھی جانان نہین
آرزوے مسند دیبا نہین
نازنینونکا بھی ناز اوٹھتا نہین
جو ترے کوچے مین اب غوغا نہین
کس طرح کہیے تجھے یکتا نہین
جو کہ اپنی چال پر روتا نہین
تجھہ فلک تجھہ سے مجھے شکوا نہین
ق اسطرح کا آدمی ہوتا نہین

کس خوشی سے جان دی اس شخص نے
ایسا عاشق دوسرا دیکھا نہین

عطر مٹی کا لگایا چاہیے پوشاک مین
سارا عالم ہے ترے دام محبت کا اسیر
روی آتشناک پنہان کیا ہجوم خط سے ہو
کام کیا مجھہ مست کو تیری گل و گلزار سے
عشق خط کب پاکبازون کا گریبان گیر ہو
مین وہ ہون صید ستم دیدہ کہ مجکو دیکھکر

خاک سے رغبت رہی ملنا ہی اکدن خاک مین
صید کیا صیاد بندھتی ہین ترے فتراک مین
آگ پوشیدہ بھلا کب ہو خس و خاشاک مین
باغبان بیٹھا ہون مین بنت العنب کی تاک مین
گرد کب بھرتی ہے دامان نگاہ پاک مین
اشک بھر آتے ہین چشم حلقۂ فتراک مین

اس گل جو ماری ضعف کی منھ سی نہ نکلی بات
آنے لگے شراب کی بو اونکی منھ سی بھی
محو شراب الست ہین ہم مست ساقیا
ہین خاک وہ ترے رخ ناشستہ کی حضور
دیکھیں چمن مین گر قد موزون کو تیری سرو
دل کو چراغ کشتۂ مہتاب جل اوٹھے
آئے چمن مین تو جو برنگ نسیم گل
ہنستے ہوئے تم آؤ جو گلگشت کے لیے
ہرگز نہ مین ملون وہ ہون بروانہ نزار
ہمراہ میکدے سے لطف مجھی اوڑ چلے
اللہ ری لاغری ہم اگر چاہین اے جنون
کچھ مدح چشم یار کرین ہم تو روئین جام
یوسف نہین ہے یار کٹین جسپہ او نگلیان
مانند گرد باغ سی اوڑ جای رنگ گل
نالے نہین غزال مضامین کو دائرے
تقریر بوی گل ہے گلبرگ ہو زبان
اپنے فقرہ پہ لخت جگر یون ہی جلوہ گر

بانگ شکست رنگ سی ہم گفتگو کرین
ہم میکشون سے زاہدا اگر گفتگو کرین
آئے صدای قلقل اگر گفتگو کرین
شبنم سے گل ہزار اگر شست و شو کرین
مانند شاخ گل ابھی گردن فرو کرین
اکدم نگاہ گرم جو یہ شعلہ خو کرین
اے سرو تیرا وصف لب آب جو کرین
رونے کا میرے ذکر لب آب جو کرین
لیکر چراغ مہ جو فلک جستجو کرین
ساقی کی وان سبو اوٹھوکے جو جستجو کرین
حلقے کو چشم مور کے طوق گلو کرین
شیشے گلون کو کاٹین جو وصف گلو کرین
کاٹین گلے نگاہ جو سوے گلو کرین
اوس گل کی ہم اگر صفت رنگ و بو کرین
تحریر ہم جو وصف خط مشک بو کرین
ہم اپنے گل کی گر صفت رنگ و بو کرین
روشن چراغ جیسے لب آبجو کرین

گر پیاری بھی ہم سگ جانان کو تو کرین	ہون بعد مرگ صرف ہما اپنی ہڈیان

مین اوس نبی کریم کا گویا ہون شیفتہ
گر سنگریزے ہاتھ مین لے گفتگو کرین

قتل عشاق کیا کرتے ہین	بت کہان خوف خدا کرتے ہین
سر مرا تن سے جدا کرتے ہین	درد کی آپ دوا کرتے ہین
آتش غم نے مگر پھونک دیا	دل سے جو شعلے اوٹھا کرتے ہین
جامۂ سرخ ترا دیکھ کے گل	پیرہن اپنا قبا کرتے ہین
خون روتی ہے چمن مین بلبل	ہم گلون سے جو ہنسا کرتے ہین
خم ابروے صنم کو دیکھین	ہم اگر کعبے مین دعا کرتے ہین
اپنے ساقی کو شب فرقت مین	پانی پی پی کے دعا کرتے ہین
روز دو چار کا خون کا کرتا ہے	دست و پا سرخ رہا کرتے ہین
مر گئے پر ہدف تیر ہے خاک	جابجا تودے بنا کرتے ہین
دہن زخم سے ہم قاتل کے	تیغ کو چوم لیا کرتے ہین
شور محشر سے ڈرین کب عاشق	ایسے ہنگامے ہوا کرتے ہین
ہوتے ہین دل مین نہایت نادم	خون بے جرم کیا کرتے ہین
مہندی ملنے کے بہانے قاتل	کف افسوس ملا کرتے ہین
عوض بادۂ غم ساقی مین	خون دل اپنا پیا کرتے ہین

گر جاتا ہون تو گردون ابھی ترتا پھرے مثل حباب
دیکھنے کو گرچہ قطرہ دیدۂ تر مین نہین
مست ہے عالم تمہاری چشم میگون دیکھکر
چشم پر نور الہی کیفیت دور ساغر مین نہین
گر نہو تیری تجلی چشم و دل بے نور ہون
ہے وہان ظلمت [illegible] خورشید حسن [illegible] مین نہین

[illegible]

ذرا تو میان سے تلوار لیکر آزما قاتل
حجاب ایجان کیون ہے تجھکو میری پاس آنیسے

تجِ زر ہین لبستان اور ذقن بھی سیب سیمین ہی
دیا بوسہ نہ ہرگز لیگیا دل چھین کر میرا

پڑا ہی اسپہ تو زلفِ درازِ یار کا سایہ
زبانِ حال سی کہتا ہی تیری کان کا موتی

حنائی ہاتھ سے نسبت نہین خورشید تابان کو
حسین لیلی بھی ہے پر دیکھیہ میری یار کو مجنون

لڑائی یار سے ہی ایدلِ نازان تری باعث
بجاؤ کر کے یہ حیلہ کہ تھوڑی رات باقی ہے

سوا میری کوئی سینہ سپر ہووے تو مین جانون
سوا غم کی تری کوئی اگر ہووی تو مین جانون

کوئی اس قد سا نخلِ بارور ہووی تو مین جانون
کوئی دنیا مین تجھسا مفت بر ہووے تو مین جانون

قیامت تک شبِ فرقت سحر ہووے تو مین جانون
صنم ہین ایسی خوبی سے گہر ہووے تو مین جانون

مقابل اوس کفِ پا کے قمر ہووے تو مین جانون
دہن ایسا ہو اور ایسی کمر ہووے تو مین جانون

نکر تو شور اتنا بحر جو شر ہووے تو مین جانون
ابھی تم کھولدو زلفین سحر ہووے تو مین جانون

کوئی دم سو نے دی سر رکھکے اوسکو اپنے زانو پر
جو پھر گویا کے گاہی درد سر ہووے تو مین جانون

اے صنم تیوری ہی جوہرِ ابروِ خمدار مین
ہے دلِ پر داغ اپنا چین زلفِ یار مین

آسمان کہتی ہین جسکو وہ زمین شور ہے
ای مری مہر و تو وہ یوسف ہی گر جھوٹون بکے

مین وہ ہون آتش بیان کہ جو میری روبرو
ورنہ ہی یہ عیب ہووے بل اگر تلوار مین

آشیان طاؤس نی باندھا دہانِ مار مین
ماہ نو مصرع ہی وصفِ ابروِ خمدار مین

چرخ سے آئے اوتر کر مشتری بازار مین
آگ لگ جائی زبانِ مرغِ آتشخوار مین

کرتے ہین وقت رقم [illegible] جو انکی محبت دل
یار کو لکھتا ہون خط گویا خط گلزار مین

سبزہ [illegible] بڑھ جاتے ہین [illegible] زبان خار مین
ای جنون مت پوچھ اوس [illegible] گرم رفتاری مری

قتل دریا [illegible] ہی ظالم تری تلوار مین
عندلیب دہن نواسی مین مجھہ شیرِ ناز کو

جب گردن تا [illegible] زبان منقار مین
انکار [illegible] قفس مین ہوئی [illegible]

ہو خط گلزار اگر [illegible] دست یار مین
صبح سے [illegible] وہ [illegible] غبار

عکس [illegible] سے جام [illegible] چراغ
[illegible] زنار مین

ذرا ہی قامت نہین پھانسی ہے وہ گیسو نہین
تیر ہے مژگان نہین تلوار ہے ابرو نہین

درد پہلو مین رہا کرتا ہے جب سے تو نہین
ہجر مین بھی ایکدم خالی مرا پہلو نہین

کیا تری الفت مین رسوائی سی رسوائی ہوئی
آبرو جاتی ہے آنکھون سے روان آنسو نہین

آتشِ غم سے مرا دل کیون نہو جلکر کباب
ابر ہے مینا ہے ہے ساقی تو نہین

گیسوئی یار سی ہی [illegible] تو عیب
[illegible] جس جا ہین ابرو نہین

وہ نہین [illegible] جب [illegible] تماشا رات دن
[illegible] جادو نہین

سامری [illegible] وہ [illegible] بجز جادو نہین
[illegible] طرح [illegible] ہی نافہ نہین

یار کا [illegible] بنایا [illegible]
نا توان [illegible] نہین ہے

صید وہ ہون [illegible] طبیب
[illegible] نہین

[illegible]

اسیران کہن پر تازہ وہ بیداد کرتے ہین
رہی طاقت نہ جب اوڑنیکی تب آزاد کرتے ہین

جو ہم وہ مصحف رو دیکھکر فریاد کرتے ہین
تو کافر ہنسکے کہتا ہی قرآن یاد کرتے ہین

کسی کافر کے کوچہ کا جو اکثر دھیان رکھتے ہین
تو سوتے مین بھی سیر گلشن شداد کرتے ہین

رقم کرتا ہون جسدم کاٹ تیری تیغ ابرو کا
گریبان چاک اپنا خامۂ فولاد کرتے ہین

جو سچ پوچھو تو ہے نہین بیحکم جنبش ایک ذرّے کو
تو بس ہم وہی کرتی ہین جو آپ ارشاد کرتے ہین

پہنکر طوق منت کا وہ مہرو ہنسکے کہتا ہے
مہِ کنعان کی زندان کو ہم آج آباد کرتے ہین

جسے یہ ذبح کرتے ہین نہین پھر دیکھتے اوسکو
یہ بت اللہ اکبر کسقدر بیداد کرتے ہین

دُرِ دندانِ جانان کا دکھایا کرتے ہین نقشہ
ہمارے اشک کا رمانی و بہزاد کرتے ہین

دلا دیتے ہین اکثر فاتحہ ہم آب شیرین پر
سدا وحشت مین روح کوہکن کو شاد کرتے ہین

مثالِ زخم اپنی منہ سے بوے خون لگی آنے
کہ ہر دم ہم بیان خونریزی جلاد کرتے ہین

بڑھاتی ہین گلے سے یار کی ہم طوق منت کا
زلیخا قید سے یوسف کو آج آزاد کرتے ہین

صفت ہوتی ہی جانان جسمین تیری ابرو کی
تو ہم ہر بیت پر انگلی اپنی صاد کرتے ہین

نہین ہم شغل سے رہتے ہین غافل ایکدم ہمدم
جو بت کو بھولجاتی ہین خدا کو یاد کرتے ہین

کوئی منصور کے حق کہنے کو سمجھا نہین ابتک
وہ خود کو بھولجاتے جو اوسکو یاد کرتے ہین

جنون خیزی چمن مین کی جو اوسکی قدِ موزون نے
سوال اب قمریون سے طوق کا شمشاد کرتے ہین

مقید ہون مین اعضا کی رگونسی ناتوانی مین
تردد کس لیے زنجیر کا حداد کرتے ہین

نہین ہے دردمندِ عشق کو کچھ کام نالون سے
دہانِ زخم کو دیکھو تو کب فریاد کرتے ہین

ردیف واو

قاصدسی تو اب پوچھتی کچھہ دل ہی دھڑ کتا
تھا آج کا وعدہ سو کہا آونگا مین کل

بن تیری اگر جاؤنین گلگشت چمن کو
گل گل مری بیکل اوسی کرتی ہو کرون کیا

زلفون کی پریشانی سے کیا دل ہی پریشان
غنچہ کوئی کہتا ہے کوئی وہم دہن کو

کسطرح سے ہو نسبت بھلا کچھہ تو کرا انصاف
اوس گل کو چمن مین ہو جو مینخوارسی کچھہ فرق

کسطرح سے کہہ بیٹھون اوسی چل مرے گھر کو

پیغام نہ اوسکا کہین پیغام اجل ہو
جبتک کہ ہو کل دیکھیے کیونکر مجھے کل ہو

سینے کو ہوا تیر ہو بھال برچھی کا پھل ہو
یارب دل ناداں کو کسی طرح سے کل ہو

شانے کا ترے ہاتھ الٰہی کہین شل ہو
کچھہ منھہ سے تو بولو کہ یہ عقدہ کہین حل ہو

بیتابی ہو یان اور اودھر لیت و لعل ہو
ہر غنچۂ گلزار صراحی بہ بغل ہو

کہتے ہین تب ہی بات جو کہنے کا محل ہو

گویا کے سوا کس کا ہے منھہ اوس سے کرے بات
ہر بات مین جس کا فر طناز کے چھل ہو

چلے ہم ای جنون جب فصل گل مین گلشن کو
سمجھ کر چاند ہے یار تیری روی روشن کو

جو وہ تلوار کھینچے تو مقابل کردو نین دل کو
کرون آہین تو منھہ کو دھانپکر وہ شوخ کہتا ہی

شرر سنگ لحد سی جھڑتے ہین لطف چراغان ہے
نہ تھا گردن کا ڈور الکم مری ایمان لینے مین

عوض پھولون کی پتھر سے بھر الگلچین نے دامن کو
کہا بالے کو ہالہ اور ہنسو طوق گردن کو

لڑاؤن دوست سے اپنے مین اس بہلو کی دشمن کو
ہوا سے کچھہ نہین ہے ڈر چراغ زیر دامن کو

لگایا کرتے ہین لڑکے جو پتھر میرے مدفن کو
پہنایا کس لیے زنار اوس طفل برہمن کو

[illegible]

جھکائی ہین کنوئین جاہ ذقن کی ظرح سوزونکو
مجھے ذوق شہادت تھہ مردان بھی ہی ای قاتل
خوشی ہو کر جو وہ مہروش گلے میرے چمٹ جاتا
دکھادی ای جنون الفت نی مجکو جگہ یکرنگی
بگولہ ہالۂ مہتاب ہی میرے بیابان کا
تصور اسقدر رکھا ہی مین نے زلف مشکین کا
نہایت کچھ مکدر ہو گئے لیلی وہان سی پھر آئی
مے الفت کی متوالی جو ہین ساقی بیہوش
دکھایا اوس نے دریا پر شب مہتاب کا عالم
کہی جب وصف رخ مین شعر سنبش کی صفائی کی
فلک کو بھی اہی ہم صورت پہ تو احسان کرنا تھا
سراپا ہم نے مضمون اوس قد بالا کی باندھے ہین
مین سمجھا گوئی گل سرو گلستان نے کھلایا ہی
ہی بہتر اطلس گردون ہی یہ پوشاک عریانی
صدائے قلقل مینا یہ ہی محفل مین اے ساقی
مری گردش کی افسانی سنے ہین سالہا اس نے
کہی جب اپنی گردش کردیا اوسکو تہ و بالا

بنایا یوسف گم گشتہ کی مانند مضمون کو
بھری دامن تیغ آب تیغ سے دھونا مری خون کو
ہلال عید پھر کہتا مین اپنے بخت وارون کو
مین سمجھا خیمۂ لیلی سواد چشم مجنون کو
فلک تبہ کہا کرتے ہین وحشی میری ہامون کو
بنایا ہی برنگ نافہ ہر اک قطرۂ خون کو
غبار خاطر مجنون مگر سمجھی ہے ہامون کو
صراحی کہتے ہین گردن کو ساغر چشم میگون کو
مجھے روتے جو دیکھا رخ پہ کھولا زلف شبگون کو
ہزارون پیچ سے باندھا گیے زلفون کے مضمون کو
شراب عیش سے بھرنا تھا جام بخت وارون کو
زمین اپنی غزل کی کیون نہ سمجھی پست گردون کو
جو دیکھا پھول سی چھری کو اور اوس قد موزون کو
ہمارے داغ سے نسبت نہین تاج فریدون کو
دکھادی چشم میگون کو دکھادی چشم میگون کو
ہی باعث سی ہے دوران سر مینای گردون کو
بنایا شیشہ بازگران مینای گردون کو

آتش رنگ حنا کی دیکھنا تاثیر کو
دست جانان مین جلایا گلشن تصویر کو
اپنی خوان ہم دل جلون کی کب اوٹھین سنگار سے
کیکدو بیٹھے آہ نے ہی ہمراہ آتش گیر کو
مسی سی مہندی چمن مین دیکھو اوس گل کی چال
پھول منھ سے جھڑتے ہین سنبلو ذرا تقریر کو

[illegible]

طوق سیری ہی گلے مین کچھ نہین ہے ناصحا
تا بہ گردن وان بھی دیکھا زلف کی زنجیر کو

جسکی جانب وسنے دیکھا مر گئے ہم رشک سے
ہم نشانہ بن گئے جسپر لگایا تیر کو

گھر نا مشکل ہے مجھ دیوانے کی تصویر کا
پاؤن سے پہلے بنایا چاہیے زنجیر کو

یہ کھلا ہے ضعف سے پہونچا وہ اپنی جیب تک
اب گریبان گیر کیجیے خار دامنگیر کو

کان کا پردہ لگا دیجے تری دالان مین
رہیے اپنے گھر مین اور سنیے تری تقریر کو

سیکڑون مضمون باندھے ہین غزال چشم کے
فکر گویا نے کیا شرمندہ آہوئے گیسو کو

ہان شکوہ قاتل سے نہ آلودہ زبان ہو
جو زخم لگے وہ پئے شکرانہ دہان ہو

گر دیر لگی روح روانہ مری ہوگی
قاصد سے یہ کہدو کہ خبر لیکے روان ہو

قو تیغ لگائے دہن زخم کی ہنس دون
قاتل ترا شکوہ نہ کبھی مجھ سے بیان ہو

گر آہ صبا بنکے چلے یار کی جانب
بے منت قاصد مرا مکتوب روان ہو

جا سکتا نہین جوشش گریہ سے کبوتر
مرغابی ہی نامہ کو مرے لیکے روان ہو

وہ کون سی جا ہے کہ نہین جلوہ نما تم
تسپر نہین معلوم کہ کس جا ہو کہان ہو

سایے کی طرح کیون نکرون سرو کو پامال
تم سرو روان جان جہان آفت جان ہو

مجھ وحشی سے ہرگز نہ چھٹے دشت نوردی
مر جاؤن تو پھر خاک مری ریگ روان ہو

چھا جائے گھٹا اوس مسی آلب کا جو ہو ذکر
مینھ برسے مرے رونیکا گر حال بیان ہو

مت پوچھ مرا ضعف اگر رونے لگون مین
کیا دخل کہ آنسو مری آنکھو نسے روان ہو

ردیف ہا

نہین تیری جفا و فا ہے یہ
قتل کرنا جو ہے ادا ہے یہ

سر قلم کیجیے روا ہے یہ
اپنی قسمت کا بس لکھا ہے یہ

بھن رہا ہے جگر جو مثل کباب
عشق میں کشمکش مین بس مزا ہے یہ

خون عشاق کو وہ کہتا ہے
دست و پا کے لیے حنا ہے یہ

اتنی بدخوئیان نہین اچھین
کہہ نہ بیٹھے کوئی برا ہے یہ

کوستے ہو جو ہاتھ اوٹھا کر تم
اپنے نزدیک تو دعا ہے یہ

گاہ ہنستا ہے گاہ چین بجبین
وہ تو شوخی ہے اور ادا ہے یہ

ٹیڑھی سیدھی نہ کیون سنے اوسکی
راست قامت ہے کج ادا ہے یہ

خط کو اپنا جواب نامہ سمجھ
یار نے مجکو بس لکھا ہے یہ

اس کو دستار سرخ مست سمجھو
خون عاشق کا سر چڑھا ہے یہ

ہے فلک پر دماغ گویا کا
جب سے اوس کوچے کا گدا ہے یہ

نیم بسمل کیا ادا ہے یہ
عاشقو لوٹنے کی جا ہے یہ

شب وصل صنم دلا ہے یہ
بوسے ہونٹون کے لے مزا ہی یہ

دل کو کیون پائمال کرتے ہو
نہ تو سبزہ ہے نہ حنا ہے یہ

زلف جانان نہین قیامت ہے

ہو شہادت نصیب گویا کو
فدوی شاہ کربلا ہے یہ

ردیف یا

بت کو بھی دعوے خدائی ہے

حضرت عشق کی دوہائی ہے

بات دشمن نے یہ بنائی ہے

اوسکی رفتار کے لکھے ہین جو وصف
ناصحا عاشقی مین رکھہ معذور
کس سے دون اوس صنم کو مین تشبیہ
نہ مرے زخم پر رکھو مرہم
سر کٹائین گے شمع سان خاموش
ہم نہین شمع ہون جو اشک فشان
مینہ نے گھر مرے رکھا اوس کو
دل بھی اوس سے اوٹھا نہین سکتے

کیا مری طبع مین روانی ہے
کیا کرون عالم جوانی ہے
کب خدائی مین اوس کا ثانی ہے
میرے قاتل کی یہ نشانی ہے
گریہی اپنی بے زبانی ہے
کار عشاق جانفشانی ہے ++
یہ بھی تائید آسمانی ہے +
ناتوانی سی ناتوانی ہے

قدِ موزون کے عشق مین گویا
رات دن شغل شعر خوانی ہے

حسرت اے جان شب جدائی ہے
تجھ سے مغرور کی جھکی گردن
اوس نے تلوار کو سنبھالا ہے
پھر گیا جب سے وہ صنم بخدا
بات سیدھی بھی وہ نہین کرتا
آپ کو جانتا ہے آئینہ
تم مرے کج کلاہ کو دیکھو

مژدہ اے دل کہ موت آئی ہے
یہ بھی اک شان کبریائی ہے
دیکھیے کس کی موت آئی ہے
ہمسے برگشتہ اک خدائی ہے
کج ادائی سی کج ادائی ہے
صاف یہ اوسکی خودنمائی ہے
یہ بھلا کس مین میرزائی ہے

سوزش مری دل کی دیکھہ ایاہ
وہ طفل نصیری آئے شاید
گردن رولی تھی شمع سرکش
بس رکھدیا خط مین برگِ سوسن
ٹھکرا کے چلے جبین کو میری
یہ رشک ہی منھہ جو یار دیکھے
بھولا تھا مین راہ کوے قاتل
اوسکی گردن تلک نہ پہونچیا

گر سیر اس برج آتشی کی
قسمین دون مرتضےٰ علی کی
کیون اوسکی گلی سے ہمسری کی
جب لکھہ نہ سکے صفت مسی کی
قسمت کے لکھے نے یاوری کی
صورت دیکھون نہ آرسی کی
تو نے اے موت رہبری کی
اے دست دراز کوتہی کی

دل کو یا لاتعبل مین تو نے
گویا دشمن سے دوستی کی

جو پنہان تھا وہی ہر سو عیان ہے
سراپا ماہ کا تجھہ پر گمان ہے
گیا یہ سوزِ دل نے گرم پہلو
ٹپکتا ہے ہمارا خون اس سے
جو پہونچے ہاتھہ زنجیرون کو توڑین
گیا ہے کوچۂ قاتل مین اب دل
سنے جو پھر نجاگے تا قیامت

یہ کیسے لن ترانی اب کہان ہے
زمین قدمون کے نیچے آسمان ہے
برنگِ شمع ہر اک استخوان ہے
تری تلوار قاتل گل فشان ہے
اگرچہ پانوُن اپنا درمیان ہے
مسلمان واردِ ہندستان ہے
ہمارے عشق کی وہ داستان ہے

زر و دینار سے آتا ہے جانا ن
فقیرون پاس یہ سامان کہان ہے
کرکٹی ہے یاد دندان مین مری
کشتی آب گوہر مین روان ہے
ادا و ناز و غمزے سے
مرے یوسف کے ہمرہ کاروان ہے
لگا دی آگ نالون نے فلک پر
فرشتون کی زبان پر الامان ہے
ہمارا ہر دم خبر لیتا ہے
کئی دن سے جو درد استخوان ہے

لاغری کا میری دعوے حق سے باطل کر دیا
اے صنم تیری کمر کا مو نظر آیا مجھے
آئینہ سے بھی زیادہ جسم جانان صاف ہے
ایک ہی جانب سے گنت و رو نظر آیا مجھے
یار کی آنکھوں نے سر خوشی چشم [illegible]
پھر بیابان مرگ [illegible] آہو نظر آیا مجھے
دل سے [illegible] میر سا کی میری بیعت [illegible]
مرثیہ خوان اپنا بازو نظر آیا مجھے
پھر [illegible] روشن کے جو [illegible]
پھر وہی خانہ خراب آنسو نظر آیا مجھے

اوسکا گیسو جب کہ بازو سے [illegible] نظر آیا مجھے
ڈر گیا بازو کی مچھلی پھنس نہ جائے دام میں
آگ میں جلتا ہوا ہندو نظر آیا مجھے
خال اوس بت کے جو دیکھا روئے روشن پر
عارضی آئینہ زانو نظر آیا مجھے
فکر عارض جب تلک ہے اوس کی دم تک ہی گمان
ایکدن گر اوس کا مو نظر آیا مجھے
[illegible] میری آنکھوں میں کھٹکا
جب [illegible] ابرو نظر آیا مجھے
میں یہ سمجھا دو مصرع [illegible]

زار اس حسرت سے رویا میں لپٹ دیوار یار	دیدۂ روزن میں بھی آنسو نظر آیا مجھے
آج جو چاہی سو کہہ وعدہ ہے کل دیدار کا	لن ترانی پھر کہاں جب تو نظر آیا مجھے
ابر میں بجلی چمکنے کا مجھے دھوکا ہوا	جب کھلے بالوں وہ آتش رو نظر آیا مجھے
چشم جانان میں جو دیکھا سرمۂ دنبالہ دار	بستہ اک زنجیر سے آہو نظر آیا مجھے
حسرت دیدار نے مجھکو کیا یہ محو اس	جستجو تیری رہی گو تو نظر آیا مجھے
یاد آیا دل نہیں اپنا ملا تھا خاک میں	رو دیا جب وہ غبار کو نظر آیا مجھے
چشم تر میں پھر گیا اوس سرو قامت کا خیال	سرو اگر کوئی کنار جو نظر آیا مجھے
کیا قصور ہے جو دیکھا اپنے جسم زار کو	میں یہ سمجھا اوس کمر کا مو نظر آیا مجھے
کھینچ لی تلوار جب اپنی کمر سے یار نے	باڑھ کا ڈورا کمر کا مو نظر آیا مجھے
جنت کوئی بتان میں جب کھا میں قدم	جام کوثر کا سہ زانو نظر آیا مجھے
دوسرا مصراع ہے سایہ قد اگر مصرع ہے ایک	مطلع ایجاد جانان تو نظر آیا مجھے

اک غزل کی اور بھی تکلیف دیتا ہوں تجھے
شاعروں میں اب تو گویا تو نظر آیا مجھے

اے سگ جانان نہ جب ہم تو نظر آیا مجھے	استخوان کا درد بے دارو نظر آیا مجھے
تسم سے اوس چشم میں آنسو نظر آیا مجھے	گردن آہو میں باگھنگرو نظر آیا مجھے
اوٹھ کے اوس پہلو میں تو بیٹھا تو فرط شوق سے	دل بھی اس پہلو سے اوس پہلو نظر آیا مجھے
ہوں وہ مجنون خیمہ لیلی سمجھ دوڑا اودھر	جب سواد دیدۂ آہو نظر آیا مجھے

دیوان گویا

[illegible] کفن [illegible] ثابت
[illegible] گریبان [illegible]
[illegible] آج [illegible] جانان [illegible] آیا
[illegible] عالم میں [illegible]
دل [illegible] اوس [illegible] آیا
[illegible] معشوقوں میں [illegible] نظر [illegible]
[illegible]

[illegible]

نہو گا کوئی مجھ سا محو تصویر
جسے دیکھتا ہون سمجھتا ہون تو ہے

مکدر نہو یار تو صاف کہدون
نہ کیونکر ہو خود بین کہ آئینہ رو ہے

کبھی رخ کی باتین کبھی گیسوؤن کی
سحر سے یہی شام تک گفتگو ہے

محبت جتاؤن تو باور نہ آئے
غرض کسقدر بدگمان یار تو ہے

ملا دے لب جام کو سب سے ساقی
چمن ہے ہوا سرد ہے آب جو ہے

نہ کیونکر دماغ آسمان پر ہو پیدا
بغل مین مرے ساقی ماہ رو ہے

نہین ہے سوا تیرے کچھ مطلب دل
تمنا تری ہے تری آرزو ہے

ہوا ہون ازخود رفتہ مین خط جو لکھ کر
کسی نامہ بر کی مگر جستجو ہے

چمن مین بھی دیکھا تو چرچا ہے تیرا
لب برگ گل پر تری گفتگو ہے

نہو وصل تو رات دن ہے برابر
سحر کی نہ کچھ شام کی آرزو ہے

کسی گل کے کوچے سے گذری ہے شاید
صبا آج جو تجھ مین پھولون کی بو ہے

نہین چاک دامن کوئی مجھ سا گویا
نہ بخیہ کی خواہش نہ فکر رفو ہے

کیا غم ہے لہو گر تری خنجر سے ٹپکے
ہے شرط وفا یہ نہ تری تیر سے ٹپکے

اللہ رے نزاکت جو شب ماہ مین نکلے
گرمی سے پسینا رخ بے پیر سے ٹپکے

آہون سے مری اور بھی دوزخ مین لگی آگ
جنت کا مکان رونگی تاثیر سے ٹپکے

ہم ایسے ہین پیاسے کہ تو ہرگز بجھو لگے پر
پانی وہین قاتل لب شمشیر سے ٹپکے

[illegible]

مین نے گل کھایا تو لگا کہنے نہ اوٹھین گے مثال نقش قدم	خوب تازہ یہ گل کھلا بیٹھے جب ترے در پہ یار آ بیٹھے

دیکھہ اوس سے سمجھہ کے کرنا بات
ہے وہ گویا نہ کچھہ سنا بیٹھے

جو وہ اپنی محراب ابرو دکھادے اثر کچھہ تو اے آہ سوزان دکھادے اگر دیکھی چاہِ ذقن اوسکا یوسف مین منصور ہون زاہدو حق کہون گا مرے اشک اور آہ سوزان کے بس مین بھلا کچھہ تو آ کام اے جوش گریہ اجل کہہ کے اوس تیغ ابرو کا قصہ اگر آپ ہی تیرے خنجر مین قاتل	بشر کیا فرشتہ بھی گردن جھکادے رقیبون کے دو چار گھر تو جلادے تو پھر آپ کو وہ کنوئین مین گرادے اگر کوئی سولی پہ مجھکو چڑھادے یہ چاہے بہادے وہ چاہے جلادے کہ غیرون کے دیوار و در کو گرادے ہے احسان شب ہجر مین گر سلادے ذرا میرے دل کی لگی کو بجھادے

پڑھے کب وہ گویا بھلا میر سغا کو
کبوتر کو جو چٹکیون مین اوڑادے

عبث ہم حیران جہان آئینۂ ادراک ہے دست کوتہ عشق کا ہو کسقدر بیباک ہے چہرۂ گلگون ہے گلشن قامت موزون ہے سرو	چاندنی اوس ماہ کی اوتری ہوئی پوشاک ہے دامن پاک مہ کنعان کو دیکھو چاک ہے گوش نازک مین گل تر غنچۂ گلکاک ہے

[illegible]

اپنی گردن مین گریبان حلقۂ فتراک ہے

[illegible]

۷۲

[illegible]

تلکین

[illegible]

لگیں گر تیرِ مژگان دل پہ ہیں آرزو میری
ہجوم یاس حسرت الم یوہی بیکسی اکسو
میں دیوانہ ہوں مرہم فائدہ مجکو نہ بخشیگا

مجھی یہ تیر باران کم نہیں باران رحمت سے
ترے عاشق کا جاتا ہی جنازہ شان و شوکت سے
اگر اچھے بھی ہونگے زخم تو تمنگ ہی جراحت سے

وہ مجھسے بے طرح روٹھا تھا لیکن میں نے اے گویا
منایا لاکھ منت سے خوشامد سے سماجت سے

اوسکو مجھسے روٹھا دیا کس نے
دام کاکل دکھا دیا کس نے
خم ابرو دکھا دیا کس نے
اے فلک ہم تو بیٹھے ہنستے تھے
آئینے میں دکھا کے تیری شکل
میں گیا اوسکے گھر تو کہنے لگا
نہیں معلوم شوق قتل میں کچھ
سنائے کسی کی آنکھوں میں
مانگتے ہی گناہگار ہوئے

میرے دل کو دکھا دیا کس نے
مرغ دل کو پھنسا دیا کس نے
کعبۂ دل گرا دیا کس نے
اوٹھتے اوٹھتے رولا دیا کس نے
مجکو حیران بنا دیا کس نے
گھر ہمارا بنا دیا کس نے
سر ہمارا اوڑا دیا کس نے
نظروں سے گرا دیا کس نے
اوس سے بوسہ لیا دیا کس نے

کل تلک دوست تھا وہ گویا کا
آج دشمن بنا دیا کس نے

ملی ہاتھوں میں یہ حنا کس نے | خون سر پر مرا لیا کس نے

۴۳

کہتے ہیں بت کہ ہم نہیں واقف
پھیر لیا دل کو اے خدا کس نے

یار دیتا ہے [illegible]
[illegible] کس نے

[illegible]

یاد دندان میں جو بہا آنسو
اوس کو سمجھے [illegible]

نہاں ان چین زلف یار ...
مری آنکھوں ... تصورات ...
جسم ... جانب جنت روانا ... کا
چلا ہے دل ... جانان کا
کہا ... بھرتا ہے
ہماری خاک ... سمجھ میں

چاندنی پر وہ سپہر رکھے نہ قدم — ہم فقیروں کا بوریا سمجھے
تیرے ابرو کو جو ہلال کہے — ماہ نو سے بھی کچھ سوا سمجھے
مروں تو وہ جواب نامہ لکھے — خط نہ آنے کا مدعا سمجھے
ہاتھ اوٹھا کر لگا جو کوسنے وہ — واہ رے ہم اوسے دعا سمجھے
جو ہے بیگانہ آشنا ہے وہ — ہم جو کہتے ہیں کوئی کیا سمجھے
ہمکو نظروں سے دیکھتے ہیں آپ — چشم بد دور توتیا سمجھے
جب سے اوس کوچے میں قدم رکھا — کیمیا کو بھی خاک پا سمجھے
تجھکو او نوجوان کہا بے مثل — آج معنی لافتا سمجھے
ہمنے جب دیکھی چاندنی پھٹکی — تیری اوتری ہوئی قبا سمجھے
کاسۂ ماہ جب سے دیکھ لیا — تب گردون کو ہم گدا سمجھے

اپنی فہمید پوچھ مت گویا
کچھ نہ سمجھے یہ بارہا سمجھے

نہیں کچھ غم گلستان سے جو قفس گل ہوا ہی — وہ بلبل ہوں کہ گل کھا کھا کے تازہ گل کھلاتا ہی
کھوا وس بیوفا ... آج لازم ساتھ جانا ہے — جنازے پر بہار ہی ابر رحمت شامیانہ ہے
دہن میں جیتے جی ... کچھ نجا دانا ہے — جنوں مجھ زار کو تیر بھی کھتا ہے تو دانا ہے
مثال نقش پا ... پڑے رہتے ہیں سر او سے جا — نگر فاتح ترا گنج شہیدان آستانا ہے
گریباں ... جنوں ہوگی اب فرصت — ابھی تو دامن صحرا کے بھی پرزے اوڑانا ہے

...
داغ

یا بلبلان بیکسی میں [illegible] اب بلبل [illegible]
[illegible] نسبت [illegible] ہلال [illegible] نعل [illegible]
[illegible] صفت [illegible] شیرین [illegible]
[illegible]

۷۵

داغ دل تازہ ہوا آہ دل ناشاد سے
ہو گیا روشن چراغ اپنا گذر باد سے

جاہیے معشوق کے ہمراہ سے بھی عشق ہو
جان شیرین کو دیے کتنا تھا یہ فرہاد سے

دامن صحرا ہوا ٹکڑے پرای دست جنون
جیب صبح حشر بھی پھاڑین تری امداد سے

قامت موزون کا سایہ دیکھکر کہتا ہے شیخ
کسکا مصرع لڑ گیا ہے مصرع اوستاد سے

سر کو پھوڑا کوہکن کی عقل پر پتھر پڑین
کھود ڈالا خانہ خسرو نہ کیون بنیاد سے

کون یہ صیاد گلزار آتا ہے صبا
شور بلبل کم نہین شور بہار آباد سے

ہون میں وہ بلبل کہ مثل طائر قبلہ نما
منہ قفس میں بھی نہ پھیرا خانہ صیاد سے

زخم جو لگتا ہے بنتا ہے دہان شکر وہ
بڑھتی ہے میری وفا ظالم تری بیداد سے

پھوڑ ڈالا سر کو سنگ آستان یار سے
ہم بھی او شیرین نہین ہین کم ترے فرہاد سے

یار گر آتا نہین تو ہی شب فرقت میں آ
ای اجل تو نے بھی کیا ہمکو بھلایا یاد سے

ہوں وہ نالان گنبد گردون نے گھبرا کر کہا
سر پھرا جاتا ہی اے گویا تری فریاد سے

ہون مثل زلف مجھے نسبت سپند سے
نالے نکل رہے ہین جگر بند بند سے

کوچے میں زلف کی دل جانان ہوئیے دو چار
جسطرح دردمند ملے دردمند سے

عاشق کی آہ جائیگی اب عرش کے پرے
زلف دراز بڑھ گئی قد بلند سے

تمکو خدا دکھائے بتو انقلاب عشق
اپنا بھی درد کہتے پھرو دردمند سے

ہے آہ بیکسان کی رسائی خدا تلک
چڑھ جائیے فلک پہ ذرا اس کمند سے

گل کھلا [illegible] ہے جو کھوئی ہین کلی گلستان میں دل
زلف بھی [illegible] زار امید جانانہ ہے
[illegible] جانان [illegible] تیر نشانہ ہے
[illegible] تیغ نرگس مخمور کا
[illegible] یان خندہ مستانہ ہے
[illegible]

باغ میں [illegible]
جو الٹیں [illegible]
[illegible]

[illegible]

کیا لگا وہ مست ہے ساقی نے نظارہ کیا
اعتبارات جہان کثرت مین تو وحدت کو دیکھ
آج افسانے سنا کرتا ہے پھر خواب ناز
اس چمن مین خار چشم و ہر گل و نرگس ہوئین
ہے وضو بنا لہو کا قتل ہونا ہی نماز
پڑ گئی ہے جان سی ہر ایک بیت مین اے شمع
دل پڑا جلتا ہی اب جان تو آنکھون مین آ
رعد ہے نالہ مرا ابر سیہ مژگان تر

محتسب سرشار ہے زاہد جو ہی مستانہ ہے
وہ ہی مہمان وہ ہی خانہ وہ ہی صاحب خانہ ہے
دیکھ لینا بے خبر گل تو بھی اک افسانہ ہے
ہان مگر کچھ آشنا سا سبزہ بیگانہ ہے
سر جھکانا زیر خنجر سجدۂ شکرانہ ہے
اندرون تیرا تجلی گاہ کیا بتخانہ ہے
دیدۂ گریان قطرہ سے صورت خمخانہ ہے
جسکو بجلی کہتے ہین وہ آہ بیتابانہ ہے

قیس و گویا وامق و فرہاد پہ موقوف ہے
جو ترے کوچے مین آیا اے پری دیوانہ ہے

گم ہوا ہون نظرون سے ایسی ناتوانی ہے
آنکھ اوٹھا کے گر دیکھو عین مہربانی ہے
وہ لگاتے ہین مہندی ہم بھی ہین لہو روتے
حال دل کبھی گر کہون تو کہتا ہے
پوچھتا ہی کیا ہمدم حال زندگانی کا
سکو ہی یقین کا بل رخسیرہ تابان کا
کر رہے ہو اشارہ کب ہمکو اپنی ابرو سے

اب اودھر سے ارنی ہی یان لن ترانی ہے
لو دعا ضعیفون کی ثمرۂ جوانی ہے
وہان ہے مشق خونریزی یان بھی خون فشانی ہے
اور ہین سنے قصے یہ بھی اک کہانی ہے
جب سے ہوا جانان خاک زندگانی ہے
اوسکی جو قبا کا رنگ آسمانی ہے
تیغ گر لگا بیٹھو یہ بھی مہربانی ہے

[illegible]

کشورِ دل مین کیا تلاطم ہے
صورت اک انقلاب کیسی ہے

دل پھنسا جب سے زلف و کاکل مین
حالت اک پیچ و تاب کیسی ہے

دلمیں ہمت حسینؑ کی گویا
سب عطا بوتراب کیسی ہے

مجکو چاہِ ذقن دکھاتا ہے
میرا یوسفؑ کنوئیں جھکاتا ہے

کچھہ تو سیدھی بھی بات کرتا ہون
ترچھیان وہ مجھے سناتا ہے

شمعِ محفل وہ مجکو سمجھا ہے
شاید اسواسطے جلاتا ہے

عقل اول کے ہوش اوڑتے ہین
چٹکیون مین وہ جب اوڑاتا ہے

زلف کو چھیڑتا ہے جب شانہ
دل مرا پیچ و تاب کھاتا ہے

اگر میان غیر سے نکر ظالم
جل رہا ہون عبث جلاتا ہے

برگِ گل سے زیادہ لال ہین ہونٹھ
کوئی جانے کہ پان کھاتا ہے

خاک سے بھی مری غبار رہا
قبر کو ٹھوکرین لگاتا ہے

غنچے غیرت سے کھل نہین سکتے
جب چمن مین وہ مسکراتا ہے

مثلِ آئینہ اوس سے صاف ہین ہم
جو ہمین خاک مین ملاتا ہے

مجکو اپنی ہنسی خوشی کی قسم
کس لیے تو ہمین رولاتا ہے

دیکھیے کس کی پیاس بجھتی ہے
خنجرِ آبدار لاتا ہے

دید کی آنکھہ ہی نہین رکھتے
لن ترانی کسے سناتا ہے

دیوان گویا

گویا اسی سبب سے جناب سے امید مغفرت
الفت جو ہے جناب رسالت مآب کی

بنیاد کچھ نہین ہے جہان خراب کی
[illegible] جناب مجھکو جو کھولی تو یہ کھلا
رکھدین سر کے پاس سے فردین حساب کی
کیا انفعال ہوگا اگر کاتب عمل
تصویر بول اوٹھی مرے نامہ جواب کی
نوشتہ [illegible] جواب کی
تھی دیر اس لیے کہ [illegible] سکی داد
آیا جواب نامہ بس از مدت [illegible] جواب کی
بوسہ کے [illegible] کیون مری نیت خراب کی
اوس [illegible] تھی غرض تو بنانا تھا جام سے

دہن ہرگز نہین ہے سب بھی مجھ بیانی ہے
ہزارون منھ سے بتر ایک تیری بدزبانی ہے
تڑپتا ہون مثال برق یاد یار جانی ہے
مجھے ابر شب ہجران بلائے آسمانی ہے
بھلا اے عشق یہ بھی کوئی اپنی زندگانی ہے
فغان ہے درد ہے غم ہے الم ہے ناتوانی ہے
مرے گھر سے چلا وقت سحر جب وہ بت جانی
خدا کو بھی [illegible] بدگمانی ہے

دم آیا میری آنکھون مین نہ آئی تم نہ آئی تم
جسے مین دیکھتا ہون یار کی دانتو کا شیدا ہے
خرامان دیکھکر گلشن مین میرے سرو قامت کو

اجل بہتر ہے اس ہر روز کی امیدواری سے
منجم کو بھی ہر دم کام ہے اختر شماری سے
لجا لو بنگئے نخل گلستان شرمساری سے

وہین دھو جائیگا دینگے جو مجکو دفتر عصیان
کہ پانی پانی ہو جاویگا گویا شرمساری سے

پیتے ہین خون دل نہین خواہش شراب کی
پیتے ہی مجکو دار و بیہوشی ہو گئی
مسکن کو اپنے چھوڑ کے زلفو مین جا پھنسا
کس شہسوار کی ہے قدمبوس کی ہوس
کس کوچے سی نکال کے مارا ہی دشت مین
سینہ خیال یار سے بتخانہ بن گیا
بعد از فنا بھی شیشۂ ساعت کی خاک ہین
پہونچایا مجکو کعبہ کوی بتان تلک
اے شہسواریان بھی قدم رنجہ کیجیو
دریا روان ہی فرقت ساقی مین چشم مین
پرتو پڑا جو خواب مین اوس رشک ماہ کا
دیکھا تجھی جو خواب مین جاگے مری نصیب

دل بھن رہا ہے کسکو ہوس ہے کباب کی
تاثیر ہے یہ یار کی جھوٹی شراب کی
وحشت تو دیکھیو دل خانہ خراب کی
صورت جو بنگیا ہی مہ نو رکاب کی
دیکھو جنون نے کیا مری مٹی خراب کی
ناقوس آہ ہے دل پر اضطراب کی
تاثیر اب تلک ہے وہی اضطراب کی
بارے دعا خدا نے مری مستجاب کی
ہے حلقہائ چشم مین صورت رکاب کی
درکار اب ہوئی مجھے کشتی شراب کی
صورت لگی ستارے سے ملنے حباب کی
بیداری سے فزون ہوئی توقیر خواب کی

[illegible] اسکو [illegible] کہتے ہین اے
[illegible] پوشاک [illegible] قابل کی
[illegible] اے [illegible] تیری
[illegible] عصیان [illegible] جوانی

سفیدا ہے [illegible] وہ تری [illegible] مضمون ہین
پیری صبح [illegible] طوق قمری [illegible] بہالی ہے
سیاہی [illegible] کمال عشق [illegible] کی اربکت
یہ اے قاصد [illegible] نکال ہے
مرا دیوان [illegible]
[illegible] تمہاری تیغ [illegible]

پڑی سایہ جو میرا مرغ آتشخوار جل جاوے	سمندر میری سوز دل کی آگے پانی پانی ہے
ہمارا نامہ دیکر آہ بھی اک بھیجیو قاصد	جو پوچھے یار کہدینا یہ پیغام زبانی ہے
بچھا ہی دشت مین ہر ایک جانب فرش کانٹو نکا	جنون مجھ آبلہ پا کی مگر اب میہمانی ہے
ہماری خاک پر آتے ہوئے جو تم مکدر ہو	عوض پھولون کی تربت پر مگر تیوری چڑھائی ہے
لکھا القاب نامے مین مجھے نامہربان اوسنے	کیا بھولے ہو ٔ نکو یاد یہ بھی مہربانی ہے
لگایا ہی جو ابنے دانت پر میرے شکر لب نے	تو ہی میٹھی چھری تلوار سیرین اوسکا پانی ہے
ہوا ہی تب کہین غربال سینہ اوسکی تیرون سے	اسی امید پر جب ہمنے برسون خاک چھانی ہے
مرا لیجا کے نامہ تو جواب غیر لاتا ہے	یہ قاصد خط رسانی ہے و یا ایذا رسانی ہے
عوض نامی کے بھیجین گیے اوسکو لوٹن کبوتر ہم	اسی پردے مین قاصد دل کی بیتابی دکھانی ہے
ہم ایسا روئی تھے اگر روز اوسکے منھ پہ منھ رکھکر	ہوئی ہین مدتین بچاہ ذقن مین اب بھی پانی ہے
تری تصویر اگر کھینچے دہن کی جا لکھے مانی	خدا ہی عالم الغیب ورنہ یہ سر نہانی ہے

جگر مین خار غم ہین اور تڑپتے ہین نہین کہتے
ازل سے یان تو گویا مثل ماہی بی زبانی ہے

ہمین اس قید الم سے تو رہائی ہوتی	شب ہجران کی عوض موت ہی آئی ہوتی
آئینہ دیکھتے تم تو نہ صفائی ہوتی	اوس سے بھی آنکھ لڑاتے تو لڑائی ہوتی
خود فروشی سر بازار جو لائی ہوتی	ان بتون کی تو خریدار خدائی ہوتی
وعدہ دیدار کا ہے شکل دکھائی ہوتی	کل جو آنی تھی قیامت ابھی آئی ہوتی

کبھی مژگان کبھی ابرو وہ دکھاتا مجھکو
کبھی برچھی کبھی تلوار لگائی ہوتی

گل نہ سنتے تری فریاد یہ یون اے بلبل
مرے نالون کی اگر طرز اوڑائی ہوتی

آب شمشیر سے طوفان بپا ہو جاتا
مرے اشکو نمین جو قاتل نے بجھائی ہوتی

دہن یوسف مصری مین بھر آتا پانی
اوس شکر لب نے جو تقریر سنائی ہوتی

مہر و مہ ہوتے مری طرح ترے دیوانے
چاند سورج کی جو زنجیر دکھائی ہوتی

ہی یہ دلچسپ مکان اوسکا جو پڑتی مری آنکھ
شکل روزن نہ کبھی اوس سے جدائی ہوتی

ہجر ساقی مین جو ہم آنکھ سے دریا روتے
خود بخود کشتی مے لینے کو آئی ہوتی

مین وہ مجنون ہون دکھاتا جو کبھی جوہر دل
محمل ناز سے لیلی نکل آئی ہوتی

بادشہ وقت کے ہین دولت خاموشی سے
مانگتے ہم جو دعا بھی تو گدائی ہوتی

عمر بھر مین دہن زخم سے خندان رہتا
تو نے ہنس ہنس کے جو تلوار لگائی ہوتی

ہون وہ دیوانہ کہ بنجاتی وہ مجنون کی شبیہ
لیکے مٹی مری لیلی جو بنائی ہوتی

تھی بہت حسرت پرواز قفس مین صیاد
بعد مرنے کے مری خاک اوڑائی ہوتی

یار کی تیغ نگہ کرتی اگر مجکو شہید
لاکھ ہمچشمون نے آنکھون سے اوٹھائی ہوتی

درد ہوتا مرے زخمون مین تو میٹھا میٹھا
اوس شکر لب نے جو شمشیر لگائی ہوتی

ہاتھ سے اپنے جو وہ رشک چمن گل لیتا
شمع فانوس مین پھولی نہ سمائی ہوتی

مرگئین تھین وہ چمن مین تجھے لازم تھا صبا
سرو قد قمریون کی خاک اڑائی ہوتی

سگ دلبر کبھی آتا تو پئے استقبال
ہڈی ہر ایک بدن سے نکل آئی ہوتی

دکھائی جس نے یہ صورت ہمین دم آخر
اوسی کے دیکھنے کو روح اب ترستی ہے

نہ ٹوٹے شیشۂ مے میرے سنگ مرقد سے
پس از فنا بھی مجھے پاس مے پرستی ہے

اسیر کرکے ہمین خوش نہو جیو صیاد
کہ تو بھی یان تو گرفتار دام ہستی ہے

عجب نہین دم عیسی سے بھی جو گل ہو جاے
کہ شمع صبح ہمارا چراغ ہستی ہے

وہ مانگتا ہی مری جان رونمائی مین
یہی جو مول ہے تو جنس حسن سستی ہے

کیا ہی اس نے تو یوسف کا چاک دامن پاک
نہ پوچھو عشق کی جو کچھ دراز دستی ہے

کہو نہین ہے وہی ساقی وہی سبو وہی جام
مدام بادۂ وحدت کی مجکو مستی ہے

علم ہے تیغ دو دم تیری سر جھکاے ہو ہمین
تری گلی مین بھی ظالم بلندی پستی ہے

جو چاہی رحمت حق عجز کر شعار اپنا
روان اودھر کو ہی پانی جدھر کو پستی ہے

سفید ہو گئے موے سیاہ غفلت چھوڑ
ہوئی ہے صبح کوئی دم چراغ ہستی ہے

ہر اک جوان کا قد خم ہوا ہے پیری سے
مآل کار بلندی جہان مین پستی ہے

وہ ابی جنبش ابرو دکھا کے کہتا ہے
یہ وہ ہی تیغ اشارون سی جو کستی ہے

چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار
صنم بغل مین ہے دل محو حق پرستی ہے

ہے خوب پہلے سے گویا گرون مین ترک سخن
کہ ایک دم مین یہ خاموش شمع ہنستی ہے

ہون وہ بلبل رخ گلگون حق ساقی چشم تر مجھے
نالون کو منقار دی بندھنی کی خاطر یہ مجھے

بحر ساقی مین جو خوش آئے مے احمر مجھے
باعث دوران سر ہے گردش ساغر مجھے

کیون نہ پاے مہ جبینان پر جبین لی کردن
کام آیا یہ مری راتون کا رونا عندلیب
مثل شبنم دامن گل کا ملا بستر مجھے

پونچھون اشکِ گرم تو جلنے لگی بجلی کیطرح
ہین نہ عریانی مین ممنون ہون کسیبھی ہاتھ کا
اب نئی فرصت گریبانِ صحر کو چیر کر
تو جگر کیون تیر بیداد کے اوڑا یا کرتی ہین
حسرتِ دیدار کچھہ لگتی ہے اپنی یار کو
آگیا حسبدم عرق اوسکے رخ پُر نور پہ
جامۂ عریانئی تن چاک ہو مثل کتان
ناتوانی سے پڑا ہون خاک پہ تو کیا ہوا
وصف تیری بے دہانی کے جو ہین ورد زبان
انتظار نامۂ جانان نے زار ایسا کیا
وان قبا تو نے اوتاری یاد بہر خواب ناز
خانہ بر دوش اس گلستان مین ہا مین عمر بھر
وہ نشانہ ہون جہان تیر لگا ہوگا اور گر جاؤنگا
وصفِ چشمِ مست کچھہ کیونکر اگر مین چھپیان
کعبے اور بتخانے جانیسے بھلا کیا کام تھا
شکر اللہ گر کبھی ہوتا ہے دردِ آشنان
اس زبان سے کیا کرون مین ساقی کوثر کی ثنا

دی فلک بالفرض اگر دامان ابر تر مجھے
جامۂ آبِ روان دے اشک چشم تر مجھے
چاک کرنا ہے ابھی تو دامن محشر مجھے
کیا ملے ہین سطح اوڑنیکے خاطر پر مجھے
آنکھ کے ڈورے سے ہونا ہی اب مسطر مجھے
ماہ تابان پر نظر آنے لگے اختر مجھے
گر ہلالی تیغ دکھلائے مراد لبر مجھے
لے اوڑی ہین ہوش میری نا فلک اکثر مجھے
اسلیے کہتے ہین سب غیب اللسان اکثر مجھے
لا نے خط جبتک صبا لبن کے اوڑی صرصر مجھے
یان جنون نے اپنی جامی سے کیا باہر مجھے
ہون وہ بلبل آشیان ہین تیر بال و پر مجھے
اٹھو او ظالم ترے تیر دان نے بخشے پر مجھے
صورتِ مینا کبھی قلقل لبِ ساغر مجھے
تیری گھر کی جستجو پھرواتی ہے در در مجھے
دیکھہ جاتی ہین سگان کوچۂ دلبر مجھے
یا الٰہی دی زبان موجۂ کوثر مجھے

[illegible]

بنا چھپکر جو ٹوٹتا ہے کبھی
آنکھین نرگس ہین رخ ہے گل قد سرو
کام پوشاک سے نہین ہمکو
دی سلیمان کی اوسنے پری کو قسم
زلف نے نقد دل کیے ہین جمع
پہونچے ہین گور کے کنارے ہم

آبلہ پھوٹ پھوٹ روتا ہے
تو تو اے گل چمن سراپا ہے
عیب پوشی ہمارا شیوہ ہے
اسطرح شیشے مین اوتارا ہے
انپہ یہ سانپ کوڑیالا ہے
ہم سے اتبک تمھین کنارا ہے

جرم گویا کے بخشوا دینا
یا محمد فقیہ تیرا ہے

سایل ہون اور تیر کا اوس خانہ جنگ سے
مستی مین توڑ ڈالا ہی شیشون کو سنگ سے
ابرو نے تیغ تیز سے مجکو کیا شہید
اور رشک نخل طور ترا سایہ گر پڑے
پہلے ہی محتسب کے اونھین سر سی توڑ دے
ہر دم نہ منھ کو دیکھ مرے سر پہ توڑ ڈال
اے محتسب تعب انکو مری سر پہ توڑ ڈال
مطرب بھی روئین سنکے مری نالو نکی صدا
مطرب نے ہجر یار مین چھیڑا او سے اگر

گویا زبان ہی زخم کی منھ مین خدنگ سے
خود محتسب ہون نشہ مے کی ترنگ سے
مژگان نے چھپوا ہے نگہ نی خدنگ سے
مثل عقیق نکلے خنجر دم مین سنگ سے
آخر وہ شیشے توڑیگا اک وزن سنگ سے
آخر بنا ہے آئینہ اے طفل سنگ سے
مینا کے شیشے ساقی نے لوگو نکی سنگ سے
افزون ہی جام جم کہین جلترنگ سے
آواز گریہ آئیگی پھر تار چنگ سے

تو چمن مین نہین جاتا ہے تو بار غم سے
ایک ہی دن مین قد سرو دو تا ہوتا ہے
مسری کی تھی کہین ناخن پا سے اور [illegible]
ماہ نو اس لیے انگشت نما ہوتا
کھینچ لیتا ہے وہ جو وقت ادا [illegible] شمشیر
یہ کام اتنے ہی مین عاشق کا ادا ہوتا ہے
[illegible]

دیکھ
نقد دل مین جو ہی نقد مرا ہوتا ہے
[illegible] شہر مین [illegible] انگشت کرون
اسطرح کوئی گرفتار ہوا ہوتا ہے
مست ہو [illegible] زندان سے نکالا مجکو
[illegible] زندان ہوتا ہے
[illegible]

برا ہو زیست کا کیا الم دکھائی
پھٹے وہ پنجے سے پیوند جو زمین کے ہوئے
[illegible]
فلک وصف تری [illegible]
بیان کو [illegible] زبان
[illegible]
سوا نام خدا کی [illegible]
[illegible]

سی لگا کے نہ کی تکلیف مجھ او سے نہ ہو سکی
کبود بوسے لب سے نازنین سے ہو سکی
فراق یار مین اعضا ہین اپنے دشمن جان
یہ دونون ہاتھ بھی دو سانپ آستین کے ہوئے
جو گیسو کھول دئے گور کو گی لگا دون
مری نگاہ مین وہ سانپ آستین کے ہوئے
برائیون کو مری انتخاب کرتا ہے
پسند طبع مرے عیب نکتہ چین کے ہوئے
کر گیا مہر درخشان پہ حسن روز افزون
کہ وہ ہفتون مین تم چاند چودھوین کے ہوئے

دیکھ کر دیتے ہین بہت ہاتھ سے کھو دولت فقر	شاہ کہلاتا ہے جو کوئی گدا ہوتا ہے
عرق آتا ہی جو ابرو پہ تو کہتا ہی وہ شوخ	آب شمشیر سے طوفان بپا ہوتا ہے
غم مین اوس ماہ کے بن جائیگا شکل مہ نو	چرخ بھی آج کل انگشت نما ہوتا ہے
غل مچایا ہی جو زنجیرون نے ای زندانبان	قید سے کون گرفتار رہا ہوتا ہے
ہاتھ رکھتا ہی وہ بت اپنی بھونون پر اس طرح	جیسے محراب پہ اللہ لکھا ہوتا ہے
تھا گرفتار شب و روز نگہبانی مین	ہم جو اب چھٹتے ہین صیاد رہا ہوتا ہے
پھر بہار آتی ہے ای خار بیابان خوش ہو	آج کل پھر گذر آبلہ پا ہوتا ہے
ہے رخ پنجۂ مژگان ترے ابرو کیطرف	ماہ نو یہ ہے کہ انگشت نما ہوتا ہے
ایسی نفرت ہی کبھی تیر لگاتا نہین یار	میری مٹی سے جو تودہ بھی بنا ہوتا ہے
ہے مری طالع خفتہ کا جگانا مشکل	شور محشر بھی اگر آئے تو کیا ہوتا ہے
مر گئے ہم تو صبا لائی جواب نامہ	وہی ہوتا ہی جو قسمت مین لکھا ہوتا ہے

بات کبھی منہ سے نکلتی نہین اوسکی آگے
مجھے حیرت ہے کہ گویا تجھے کیا ہوتا ہے

نہ آسمان کی ہوئے اور نہ ہم زمین کی ہوئے	جو تیری دل کر گری ہم نہ پھر کہین کے ہوئے
گدا جو کوچۂ گیسوی عنبرین کی ہوئے	تو بادشاہ خطا کے ختن کے چین کی ہوئے
نہ اپنے گھر کے نہ ہم کوے نازنین کے ہوئے	ہوئی جو آپ سی باہر نہ پھر کہین کے ہوئے
انھین کے عشق نے یارب مجھے کیا گمراہ	مین کیا کرون کہ صنم سنگ راہ دین کے ہوئے

ترا یکتا ان ہو جنت [illegible]
[illegible]
[illegible]
وہ اب [illegible]
یہ ضعف [illegible]

بھلا مین [illegible]
[illegible]
[illegible]
نصیب [illegible]
[illegible]
[illegible]
تمت

شرہ اوسکی جو سرگشتہ ہین اے دل گیا ہوا تجھ سے
نہ کیونکر اولجھی گویا یار کی زلفِ دوتا تجھ سے
گنہگار ہون پر امیدِ بخشش ہے خدا تجھ سے
نہ کیوں محروم میری سر کو تو خشتِ سر خُم سے
کیے ہین پیچ کیا کیا سر چڑھی ہی آخر اوس بت کے
بنایا ہے پریشان تو نے مجکو اے سیہ بختی
خبر کیونکر ہوئی تجکو ہماری بیقراری کی
لیا ہی دل جو میرا تو نے چشمِ مست دکھلا دے
جو تیرا نام لون زخمی کی منھ مین پانی بھر آئے
ہر اک روزن ہی اختر ماہ لو ہر حلقۂ در سے
گریبان پھاڑ کے از خود بہر استقبال آئیگا
چلے خط لیکے سوئے یار کشتی جو قلمدان کی
کسی بے جرم کی گردن پہ یہ آکر ٹھہرتی ہے
گری ہین یار کی نظرون سے ہم بھی اشک کی صورت
کیا غم تو نے فنا یہ ہم سیہ بختون کی مرنے کا
اگر خط غیر کا لے ہاتھ مین جانان جلا دینا
جو اوس کوچے کا پھرنا یاد آئے میرے پاؤن کو

کمان کیطرح ان تیر و نگاہ کیون پھر گیا تجھ سے
کہا مشکِ ختن اوسکو ہوئی کیسی خطا تجھ سے
ستم مجھ پر کرم تجھ سے خطا مجھ سے عطا تجھ سے
تمنا عالمِ وحشت مین ہے یہ سا قیا تجھ سے
رسائی سیکھے والله اے زلفِ رسا تجھ سے
کھنچا ہی خوب نقشا گیسوئے دلدار کا تجھ سے
تری انگلی نکی مچھلی نے شاید کہدیا تجھ سے
عوض شیشے کے ساغر مانگتا ہون ساقیا تجھ سے
ملا ہی اے زبانِ تیغِ قاتل کیا مزا تجھ سے
مکانِ یار کا کہتا ہون اے قاصد پتا تجھ سے
اگر اے آستین دستِ جنون باہر ہوا تجھ سے
دم تحریر کیا اے چشمِ تر دریا بہا تجھ سے
اگر اے دوش قاتل تیغ ہوتی ہی سوا تجھ سے
عجب کیا ہی جو قاصد خط ہمارا گر پڑا تجھ سے
جو مدت سے صنم سر پہ لگانا چھٹ گیا تجھ سے
تمنا ہی یہی اے آتشِ رنگِ حنا تجھ سے
نکل جائین صدا کیطرح اے زنجیرِ پا تجھ سے

دل سے داغ عشق پھر ... شمع روشن کو بجھانا چاہیے

حال اپنا قیس کو جا کر سنایا چاہیے

دل نرم ہوا جاتا ہے ... پھر ابھی

پھر سر نو کا ہوا اون بگمان
پھر مجھے اللہ دے صبر و قرار
رہتی ہے پھر سینے مین تصویر یار

پھر مہینے بعد وہ آنے لگے
پھر بت ترسا ہین ترسانے لگے
دل کو پھر اسطرح بہلانے لگے

پھر خیال زلف ہے گویا ہمین
پھر ہم اوسکے پیچ مین آنے لگے

کیون بہنے لگی آنکھ پھر چشم تر ایسی
کیون رہنے لگی شدت درد جگر ایسی

کیا وصف لکھون کاکل و رخسار صنم کا
دیکھی نہین ہمنے کبھی شام و سحر ایسی

کس نے یہ گلال اوس رخ روشن پہ ملا ہے
چھائی نہ شفق چہرۂ خورشید پر ایسی

اسواسطے ہے ضبط کہ تا ہوش نہ جل جائے
آجائے کہین لب پہ نہ آہ جگر ایسی

نقشے تو بہت خامۂ قدرت نے بنائے
لیکن نہ بنا پھر دہن ایسا کمر ایسی

کیا ڈھونڈھیے اوسکو کہ نشان تک نہین ملتا
ہمنے کبھی دیکھی نہین نازک کمر ایسی

دیکھون جو رخ یار مین آئینے کے بدلے
الٹی ہو گئی پھر مجھے یارب سحر ایسی

مین کیا کہون جو صبح جدائی نے دکھایا
ہوگی نہ قیامت کی کبھی ہرگز سحر ایسی

جسطرح کہ ہو پیش گہر دانت کی دانتے
آگے تیرے دندان کی ہے قدر گہر ایسی

کہتا ہون نہ کچھ اپنی نہ سنتا ہون کسی کی
ان روزون غشی رہتی ہے دو دو پہر ایسی

تیغ نگہ و تیر مژہ روکے جو ہر دم
جز داغ جگر لاؤن کہان سے سپر ایسی

اے حور لقا کس سے تجھے دیجیے نسبت
صورت نہ پری کی ہے نہ شکل بشر ایسی

افسردہ ہوا میرے دم سرد سے عالم
ٹھنڈی نہین ہوتی ہے نسیم سحر ایسی

گو تری جانب سے آئی لن ترانی کی صدا
... دکھانا چاہیے

... کوئی روزن بنانا چاہیے

ماہ تابان ... بنایا چاہیے

حال جس سطر مین ہوتا ہی مرے رونے کا
کبھی کچھ زلف کی باتین کبھی رخ کا مذکور
ہین سک دوش سدا قید الم سے آزاد

دائرہ اوس کا ہر اک دیدۂ تر ہوتا ہے
شام سے ذکر یہی تا بہ سحر ہوتا ہے
کب گرفتار قفس مرغ نظر ہوتا ہے

یاد مین اون در دندان کے جو رؤن گویا
آنکھ سے اشک نکلتے ہی گہر ہوتا ہے

دم بھر گیا جیسے سنتے ہی تقریر یہ ہے
قتل ہونگا مین تری تیغ سے یہ لکھا ہے
دیکھتے رہتے ہین ہم خواب پریشان اکثر
خط ہوا اشک رواں ہجر یہ قاصد مژگان
آسمان کی ہین گردش ہی نسیان کی گردش
لاکھون عاشق جو وہان نقش بدیوار ہین جب
بیخودی مین گل و سنبل کو جو دیکھا تو کہا

دیکھیے تو جی ہی نکلی نے نگہ تیر یہ ہے
جوہر تیغ نہین ہے خط تقریر یہ ہے
پیچ مین آئین گے اوس زلف کی زنجیر یہ ہے
چشم مژگان تری مضمون کی تاثیر یہ ہے
کہکشان یہ ہی نہین چرخ پہ شمشیر یہ ہے
کوچۂ یار ہے یا گلشن تصویر یہ ہے
رخ گلرنگ ہی زلف گرہ گیر یہ ہے

وصف اوس عارض و گیسو کے کرون کیا گویا
روز روشن ہے اگر وہ تو شب تیر یہ ہے

لگا کر دل بت نا آشنا سے
سوال بوسۂ لب سے رکے تم
ملا یا مہر وسہ نے بارہا سنف

عبث ہم پھر گیے اپنے خدا سے
لگے چڑنے فقیرون کی صدا سے
نہین نسبت تمھارے نقش پا سے

چمن میں آج کس کی گلبدن کی ساقی آمد ہے [illegible] پیالی ہے
اُجالا ہے [illegible] نہر اک جو [illegible] کندن کی رنگت ہے
تجلی سے سفید او [illegible] چاندی کی بالی ہے
تری بھیرو کی بالی [illegible] ابرو ہے
تجھ کو کس کی نظر ... جو کٹ ... ہمسری کی تری [illegible] ہلال ہے
بت لاغر ہون بد سے طوق [illegible] کے پیسا دی گردن
جو بزم سے کا ہین [illegible] سونے کی بالی ہے
و وبت ابنا [illegible] کشتی کا [illegible] بین
تری کشتی کا اب [illegible] ناخدا اللہ والی ہے
بجا دو طوق گردن میں سے ہاتھوں نے تکیہ دیا ان
ای سنت کی تری بار [illegible] والی ہے
چمن میں سنگ [illegible] دم پھوٹ [illegible] رنگین پہ نکالی ہے
ہین منھ سے پھول جھڑتے واہ کیا [illegible] ہے
دیکھے ہین [illegible] خون نے [illegible] سو دو ہین
مگر کبھی فریاد بھی منھ سے نکالی
ہمیشہ ماہ رو دیوں پہ تو اپنا دم نکلتا ہے
ابن [illegible] شمشیر تو اب تری کہ ہلالی ہے
ہی ہنان شام زلفون میں [illegible] صبح [illegible]
شفق پھولی ہے گویا ایسی اون [illegible]

بے زبان کوئی ہی کہتا کوئی بیہوش مجھے	باتین سنواتے ہین کیا کیا لب خاموش مجھے
ہاتھ مین کاسۂ سر لے کے لحد سے نکلون	ابھی گر یاد کرے ساقی مینوش مجھے
دیکھون اب کس سے نشان اپنی کمان ابرو کا	لب سوفار نظر آتے ہین خاموش مجھے
حبیبون پہ کیا کرتا ہون پیراہن چاک	زیب دیتا ہی جو کہتے ہین کفن پوش مجھے
یاد گیسو مین سدا ڈھانپ کے منھ روتا ہون	ایک زنگی نے کیا خلق سے روپوش مجھے
کس سے اب پوچھیے یاران عدم کا احوال	نظر آتے ہین لب گور بھی خاموش مجھے
ایکدن شہر خموشان مین دلا جانا تھا	للہ الحمد کیا ضعف نے خاموش مجھے
زاہد و جرم کیا کرتا ہون مین بہر ثواب	دل ہی کعبہ ہے کرتا ہی سیہ پوش مجھے

بھر کے اشک آنکھون مین پی جاتا ہون مین اے گویا
یاد جب آتا ہی وہ ساقی مے نوش مجھے

چمن مین گلبدن شیشون مین شراب پرتگالی ہے	ہوئے آغوش اپنا فرقت ساقی مین خالی ہے
فلک بھی ساقیا مست شراب پرتگالی ہے	نہیں ہے ماہ تو تلوار مستی مین نکالی ہے
ستم کی کونسی بات ان ستمگار ونکی خالی ہے	نگہ مین قہر آنکھون مین غضب نظرون پہ کالی ہے
لگا منع گر نا صبح تو پہر ہوگی شکر رنجی	زبان پر یار کا افسانہ شیرین مقالی ہے
رخ پر نور پر تیرے نظر آجائی جب ابرو	لہو مین چشمۂ خورشید مین کشتی ہلالی ہے
فغان کس ان کی سیری اور خمیدہ دلکی قامت	کیا کرتا ہی وہ مجھکو فغانی ہے ہلالی ہے
چمن مین خط ساقی نے دکھایا سبز باغ ایسا	پیالی گلکی نظرون مین زمرد کی پیالی ہے

ہے رومال ... کمان ابرو [illegible] ستارہ رون
[illegible] قبضے مین [illegible] تیغ ہلال ہے
[illegible] تھا ادھر دل [illegible] سے [illegible] ارس گرمی
[illegible] گرمی ہے وہ [illegible] یار سے [illegible] گرمی
جو [illegible] مین [illegible] ہے جو [illegible] گرمی
[illegible] مین [illegible] گرمی
انداز مین [illegible]
[illegible] مین [illegible] ہے سب [illegible]

[illegible]
کیا [illegible] مین [illegible] کیا [illegible] دل [illegible]
کیا گر سے [illegible] دل [illegible] داغ دل [illegible]
پیدا [illegible] مین [illegible]
[illegible]

تمام

چلنے لگے تلوے جو چلے یاد مین اوسکی
گویا ہے غضب یار کی رفتار مین گرمی

خاکساری چاہیے عبد خدا کیواسطے
باوفا تھا مر گیا اک بیوفا کیواسطے
باغبان دیوار گلشن تک تو آنے دے مجھے
بے طلب گر موت بھی آئے تو شادی مرگ ہون
آئی گر وقت دعا محراب ابرو کا خیال
ای ہما پیش فقیری سلطنت کیا مال ہے
اوسکے لب پر سرخی پان دیکھکر کہتا ہے خضر
عہد مرنیکے بھی پسین ہمکو طفلان حسین
منھ دکھا عید اک مہینے کی تو ای خورشید رو
بلبلو عریان وہ ہون جاؤن اگر گلشن کو مین
چھوڑ دنیا کر قناعت بیٹھ کنج فقر مین
جانب گلشن مجھے صبا لیجا تا نہین
ہوگیا نایاب جب عنقہ یہ ثابت ہوا
خاک ہو جا پھر سیہ بختی کا ہرگز ڈر نہین
ہون وہ مجرم کانپتا ہے خوف سے سارا بدن

کبر زیبا ہے جناب کبریا کیواسطے
آشنا تھا جان دی نا آشنا کیواسطے
قینچیان لگوا نہ ای ظالم خدا کیواسطے
منت عیسیٰ نہ لون ہرگز دوا کیواسطے
تیغ ہو محراب بھی دست دعا کیواسطے
بادشہ آتے ہین پابوس گدا کیواسطے
خون یہ کسکا ہوگیا آب بقا کیواسطے
لین ہماری خاک کی گل آسیا کیواسطے
ماہ نو ہی سر جھکائے التجا کیواسطے
دامن اپنا پھاڑ کر دین گل قبا کیواسطے
خاک ست سر پر اوڑا ظل ہما کیواسطے
تو ہی از خود رفتگی کیجئے خدا کیواسطے
اوس کمر کی وہ دید ہے اہل غنا کیواسطے
ہی جگہ آنکھون مین اے دل تو تیا کیواسطے
ہاتھ اوٹھاتے شرم آتی ہے دعا کیواسطے

۹۶

جو دیکھو ابر کو وہ زار زار روتا ہے
نظر جو کیجیے ہے برق بھی بہت مضطر

فلک زبار مصیبت خمیدہ
یہ کیا الم ہے جو ہے وا مصیبت لب
ملک چو صبح گریبان دریدہ وادیلا
ہر ایک گلشن عالم مین مو پریشان ہے
چمن مین سنبل تر زلف سو گوار ان ہے
ہر ایک شاخ اوٹھا ہے ہاتھ ماتم کی
ہر ایک نخل پہ بلبل بھی مرثیہ خوان ہے
کلی جو چٹکی تو آواز آئی نالون کی
چمن تمام پر از شور و افغان ہے
اوڑا رہی ہے صبا خاک صحن گلشن مین
گلون کا چاک گریبان ہے ٹکڑے دامان کی

خط مین لکھی ہے حقیقت کچھ دل افگار کی — چاہیے پھر قلم منقار موسیقار کی
کیجیے تعریف کیا کیا اوس پری رخسار کی — نازکی انداز کی رفتار کی گفتار کی
ہجر کی شب بس یہی ڈر ہی جھپکجائے نہ آنکھ — منتین کرتا ہون کیا کیا دیدۂ بیدار کی
جا لگی گلچین ہے شعلے شاخ گل کی عندلیب — دیکھ لیتا باغ مین جب آہ آتشبار کی
سرخی لب نے تصور نے لگا دی دل مین آگ — آتش یاقوت سے گرمی ہی یان بازار کی
مر گئے ہین ہم ولے آنکھین کھلی ہین دیکھ لے — دید مردون کی بھی رہی حسرت تری دیدار کی
پھر لگا تلوار قاتل ہنستے ہین زخم بدن — زعفرانی دیکھ کر رنگت تری دستار کی
دیکھ لینا مر گیا جس روز مین دل سوختہ — سرد ہو جائیگی یہ گرمی ترے بازار کی
مین ہون ای جراح کشتہ اوسکے خنجر کا — زخم پر پٹی لگانا مرہم زنگار کی

آپ سے گذری جو گویا پہونچ گئے تو دیار تک
بیخبر جب ہو گئے پائی خبر شب یار کی

ترکیب بند

یہ کیا الم ہے جو ہی چاک چاک جیب سحر
ہی چاندنی مین دلا سیل اشک کا عالم
سیاہ پوش ہوا ہی الم سے چرخ کبود
بنا ہی چاند کا ہالہ بھی حلقۂ عالم

یہ کیا الم ہے جو ہی خورشید تک برہنہ سر
وفور گریہ سے ابتک سفید چشم قمر
برنگ داغ دل ماہی ہر اک اختر
ہی برج آبی گردون مثال دیدۂ تر

[illegible]

[illegible]

مجھے ہی رنج کسی حور کی جدائی کا
جہانِ آنکھوں مین تاریک اسقدر ہی کہ اب
مدام رہتی ہی اب آہ گرم شعلہ فشان
جو میری حال سی ہوتی ہے گر کبھی آگہ
نہ پوچھ بیش الم نے یہ کاوشین کی ہین

قریب مرگ ہون مین اور ہی وہ مجھسے دور
نظر مین ایک ہین لیل و نہار ظلمت و نور
عجب نہین ہی گرین کر کباب ہے کی طیور
تو نالے کرنے مین کرتی نہین ہے جو قصور
دل و جگر کو بنایا ہی خانۂ زنبور

کنون چہ سان نشوم بیقرار یا اللہ
ز تیغ ہجر دلم شد فگار یا اللہ

فلک نے مجکو دیا داغ نوجوان افسوس
بھلا ہو خاک مری زیست جب جدا ہو جاے
ملا یا خاک مین اوس رشک ماہ تابان کو
خیال یار جب آتا ہی روکے کہتا ہون
نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ہمدم ہے
چمن مین مثل صبا کس امید پر جاؤن
مری الم مین بگر روئین یہ مری آنکھین
نہ آشنا کوئی گل ہی نہ کوئی بلبل یار
چمن مین پھیر لی نرگس نے مین آنکھ اب مجھسے
بگریہ آئیم اگر گل بباغ می خندد

مہِ دو ہفتہ ہوا خاک مین نہان افسوس
انیس جان دل آرام نکتہ دان افسوس
زمین پہ گر نہ پڑا کیون یہ آسمان افسوس
رفیق و مونس و دلدار و مہربان افسوس
کرون مین کس سے یہ احوال دل بیان افسوس
کریگی کا ہیکو سوسن بصد زبان افسوس
دہن کرے مرا افسوس بازبان افسوس
ہی مثل سبزۂ بیگانہ بوستان افسوس
نہین نظارے کے قابل ہین ناتوان افسوس
بگریہ آئیم چو بلبل بباغ می خندد

اکیلا راتون کو روتا ہون ڈھانپ ہاتھ کی منھ
گیا جو زیر زمین توشہ میری جان آرام
قرار و صبر فقط تھا ترے سبب دل کو
کبھی مین سر در و دیوار سے پٹکتا ہون
کبھی یہ کہتا ہون کیا ہو گیا مرے اللہ
فلک نے دیکھے ہین میری جو صدمۂ شب ہجر
برنگ شمع جو ہون ایجان بیقرار ایسا
اگر مین نالہ پر درد کرکے رونے لگون

بیان مین کس کرون آہ یہ غم پنہان
پڑا ہون خاک پہ مین صورت تن بیجان
ہو تو ہی پاس نہین پھر قرار و صبر کہان
کبھی مین کہتا ہون اب گھر ہے خانۂ زندان
کبھی ہون صورت آئینہ ششدر و حیران
طلب ہلال سے کرتا ہے ہر نالہ زبان
جو موتی ہاتھ مین لون ہو وہ گوہر غلطان
زمین کانپ ہو اوٹھے ردے گنبد گردون

فلک بگریہ در آید ز اشکباری من
زمین بلرزہ در آید ز بیقراری من ✣

اگرچہ جانتا ہون دہر کا کیا بھروسا ہے
رہے حضرت یوسفؑ نہ حسن پاک ونکا
نہ اب ہی لیلی و شیرین نہ قیس فرہاد
نہ اب ہی قیصر و خاقان نہ سلطنت نہ حشم
نہ جنکو بستر مخمل پہ نیند آتی تھی
نہ گل ہے کان مین اونکے نہ آنکھ نرگس سی
سر عزیز پہ تھا جنکے تاج سلطانی

یہان پہ آیا جو وہ ایکدن روانا ہے
رہی نہ اب وہ زلیخا نہ عشق اوسکا ہے
نہ اب جہان مین وامق ہی اور نہ عذرا ہے
نہ ہین سکندر و جمشید اور نہ دارا ہے
سو اونکے واسطے اب خاک کا بچھونا ہے
نہ مثل سنبل تر کاکل چلیپا ہے
ہر اک فقیر کی ٹھوکر سر اونکا کھاتا ہے

رواں ہی آنکھ سے دریا لگی ہی دلمیں آگ	ہوا ہوں میں تری فرقت میں صرف آتش و آب
امید وصل نہیں تا بہ زیست یا قسمت	دکھائے دیکھیے کیا کیا یہ ہجر خانہ خراب

امیدنیست دگر دفع این ملال شود
مگر بمیرم و اے جان بتو وصال شود

بلای جسم ہی جان اور وبال دوش ہی سر	ہر ایک دم دم خنجر ہر ایک مو نشتر
نہوگا مجھسا کوئی خستہ و پریشان حال	ستم رسیدہ ہجران و بیکس مضطر
اگرچہ کہنے کو گویا ہوں خلق میں مشہور	تری فراق میں پر ہوں خموش اٹھ پہر
کسی نے بات جو کی روکے بس جواب دیا	کسی نے حال جو پوچھا دکھایا داغ جگر
الم گذرتے ہیں جو جو خدا ہی واقف ہے	ہزار داغ مصیبت ہیں اک مری دلپر
نہیں ہے اسکا بھی کچھ غم مگر ہی یہ دھیان	نہ اپنی جی کا مجھے ہوش ہی نہ دل کی خبر
جو تو ہی پاس نہیں کیا کرونگا مال و منال	فقیر ہوں یہی آتا ہی اب خیال اکثر
تری مزار پہ جاروب کریے مژگان سے	چھڑکیے پائی طینت سے آب دیدہ تر
ہوس نہ ملک کی دلمیں نہ مال کا ہی خیال	نہ آرزو مجھے دولت کی ہی نہ خواہش زر

کنون نماند تمنا دگر امید شوم
سر مزار تو بنشینم و فقیر شوم

سلام

سلامی پیاسا مارا گرہو پہنچے دین کی رہبر کو	سدا مدار ساقی کوثر کا بیٹا حوض کوثر کو

دیوان گریہ ۹۳

سلام

حرم نے رو کے کہا ہو گئے شہید امام
سمجھ کے پانی بلکتا تھا اصغرِ تشنہ شیر
غضب ہے جسکا پدر ہو وہی ساقیِ کوثر
چلے یہ کہکے سکینہ سے نہر کو عباسؑ
کہا امام نے صابر ہوں ورنہ مثلِ پدر
امام کہتے تھے ہونگا میں اس زمیں میں شہید
ہوا شہید جو فرزندِ مصحفِ ناطق
پیادہ لے گئے تا شام اوسکو کر کے اسیر
یقین یہ ہے کہ تری مغفرت ہوئی گویا

صدائے گریۂ زہرا جو آئی باہر سے
جو اشک بہتے تھے بانو کے دیدۂ تر سے
کنارِ نہر وہ اک بوند پانی کو ترسے
نہ پانی ملیگا تو لاؤنگا آب کوثر سے
ہو جا ہوں قلعے او کھاڑوں ہزاروں خیبر سے
سنی ہے میں نے خبر بارہا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے
صدا تلاوتِ قرآں کی آتی تھی سر سے
محال اوٹھنا تھا جس ناتواں کا بستر سے
کمال تجکو محبت ہے ابنِ حیدر سے

سلام

شہ کہتے تھے مجرائی یہاں رنج بھی راحت ہے
آگے ہے سرِ سرور پیچھے شہیدوں کے
وابستہ سلاسل ہے دیکھا تو کہا شہ نے
زینب نے کہا بیٹے مرنے کو مری جائیں
اکبر نے کہا رو رو میں عدہ کر آیا تھا
تنہا تھے کھڑے سرور آ سکتے نہ تھے اعدا
نوشہ جو بنا قاسم ماں کہتی تھی قاسم کی

گر سر چڑھے نیزے پر معراج امامت ہے
کیا خوب امامت ہے کیا خوب جماعت ہے
زنجیر کو عابد کے اب ہاتھوں کی بیعت ہے
پر یہ نکہی کوئی شبیر کی رخصت ہے
صغرا کے نہ لانے کی کیا تجکو ندامت ہے
ہیبت یہ شہ دیں کی اللہ کی ہیبت ہے
چہرے کو ذرا دیکھو اللہ کی قدرت ہے

یہ شاہ کہتی تھے بانو سے دیکھ مقتل کو
سنان پہ دیکھیے سر شہ کا لوگ کیسے تھے
جولائے خیمے مین اصغر کو شہ تو بولی حرم
تباہ لوٹے ہوئے سر کھلے پریشان حال
جو نونہال تھا صغر نہ اوسکو ہی چھوڑا
موے پہ مادرِ قاسم یہ بین کرتی تھی
شقی یہ کہتے تھے پیدل ہی لیچلین گے ہم
ستم ہوا ہی کہ بادِ خزان اعدا سے
کریم بخش دے تو اوسکے سب گناہونکو

چلا ہے لڑنے کو اکبر یہ شادمان کیسا
نئی طرح کا ہی یہ برج مین نشان کیسا
لہو ہی حلق سے یا شاہ دین روان کیسا
چلا ہی شام کو زہرا کا کاروان کیسا
قلم ہوا ہے پیمبر کا بوستان کیسا
مری نبی کو بنایا ہے خونفشان کیسا
علی کا پوتا ہی بیمار و ناتوان کیسا
خدا کے شیر کا اوجڑا ہے گلستان کیسا
ترے حسین کا گویا ہی نوحہ خوان کیسا

سلام

لازم ہے مجرائی کو اطاعت حسین کی
مشکین بہا گی ریت پہ ہنستے تھے اہل شام
روتی تھے زار زار ہمیشہ بہشت مین
سجدے مین سر جھکا دیا محراب تیغ مین
بیعت طلب حسین سے کی ظالمون نے ہاے
بیٹھے تھے سر شہیدون کے آگے سرِ امام
خنجر چلا کیا نہ اوٹھی سجدے سے جبین

مغفور پہلے ہوگی جماعت حسین کی
تغییر تھی جو پیاس سے حالت حسین کی
کرتے تھے جبکہ یاد مصیبت حسین کی
زخمون سے طاق سب ہوئی طاقت حسین کی
واجب تھا کہ کرتے وہ بیعت حسین کی
دیکھو فنا کے بعد امامت حسین کی
افزون ہے سب جہان سے عبادت حسین کی

[illegible]

دیکھ کر ایسے نے کہ دامن شبیر مین ہاتھ

[illegible]

کیا عابد نے نہ باندھو انھین زنجیرون سے
دونون آجاتے ہین ال حلقۂ زنجیر مین ہاتھ

[illegible]

بولے سرور قتل ہوکر چلے

شہ کہتے تھے یعقوب سے یوسف تو ملا تھا
اکبر نے شبِ عقد جو قاسم پہ نظر کی
جو زخم تھا سو گل کی روش آہ تھا خندان
زندان مین گئی ہاے جو وہ زینتِ جنت
کرتا ہون بیان شاہ کا روتا ہو نفیں وزرات

مجرئی باندھی تھی ہای وہ زنجیر مین ہاتھ
سینہ شاہ شہیدان تھا سنان کا مشتاق
خونِ ناحق کا وہ شبیر کا ہوگا شاہد
ہوگئے زینبِ مظلوم کے بیٹے جو شہید
مارا دلبند ید اللہ کو جس شخص نے تیر
شہ کو تلوارین اٹھاتے تھے تھی دیکھ فریب
کیا کہون اہل حرم روئے جو وقتِ رخصت
ایک سجاد کا تھا ہاتھ بندھا رسی سے
محو تھے ذکرِ خدا میں شہ دین وقتِ نماز
کہا سجاد نے کیا ضعف ہے اللہ اللہ
گھٹنے کی آگے جو بیعت تو کیا سر کو نثار
قدمِ شاہ پہ گر گرکے عدو کہتے تھے

لیکن شہِ ابرار مہِ تابان نظر آیا
آئینے کے مانند وہ حیران نظر آیا
سرور کا تنِ پاک گلستان نظر آیا
بہتر کہین جنت سے وہ زندان نظر آیا
گویا مری بخشش کا یہ سامان نظر آیا

بیر بھیاے فرزون جو کہی تنویر مین ہاتھ
خواہشِ تیغ مین سر تھا طلبِ تیر مین ہاتھ
آئیگا روزِ جزا شمر کا تقریر مین ہاتھ
رو دی رشتہ ڈال کے پھر گردنِ شبیر مین ہاتھ
کام سے جاتا رہا اوسکا اسیر اک تیر مین ہاتھ
تھی زبان ذکر مین مشغول تو تدبیر مین ہاتھ
شمر نے باندھ دیا جب کفِ شمشیر مین ہاتھ
ایک تھا ہاے کفِ ظالمِ بے پیر مین ہاتھ
دہنِ زخم سے مشغول تھے تکبیر مین ہاتھ
نہ اوٹھے وقتِ نماز اوسکے جو تکبیر مین ہاتھ
اشقیا بولے عجب شہ کا ہے تسخیر مین ہاتھ
نظر آیا جو اونھین قبضہ شمشیر مین ہاتھ

[illegible]

بادشاہ ہند سے ... پالکی سے فضل علی ہے ... ایمان ہو گیا

بند

بنتِ شہِ ... زینب ... بہن ... ابن ... اصغر ...

بند ۲

جب ... فالی ... اصغر ...

بند ۳

... ہو گیا

جب ہوئے رخصت مزارِ شاہ سے
دفن اصغر کو کیا اکبر کو بھی
روتی تھی بانو یہی کر کر کے بین
ہو جہان تاجِ سلیمان جاہ کا

بولے عابد جیتے جی ہم مر چلے
ہائے ان ہاتھوں سے کیا کیا کر چلے
گھٹنیوں بھی تم نہ ای اصغر چلے
چرخ پر بھی حکمت اختر چلے

دوست میرے شاہ کی گویا ہوں شاہ
تیر اور تلوار دشمن پر چلے

سلام

چرخ پر ماہِ محرم جب نمایاں ہو گیا
باغِ جنت کو چلیں گے یہ خوشی تھی شاہ کو
گردِ صحرا کی پڑی جب چہرۂ شبیرؓ پر
کچھ خوشی اپنی رہائی کی نہ تھی سجاد کو
اسقدر عباس نے کھائے تھے زخم تیغ و تیر
زینب و کلثوم نے سر سے ردائیں پھینک دیں
حضرت مسلمؓ نے کوفے سے یہ نامے میں لکھا
یک قلم کٹ کٹ گرے جب نونہالانِ حسینؓ
ہل گئے ارض و سما اور عرش تھرانے لگا
تیر اک ظالم نے مارا جو سرِ پر نور پر

ای سلامی ہر ستارہ چشمِ گریاں ہو گیا
زخم جو تن پر لگا تھا روے خنداں ہو گیا
مثل مہ ابرِ غباری میں وہ پنہاں ہو گیا
غم یہی تھا خانۂ زنجیر ویران ہو گیا
دم میں وہ گل سا بدن رشکِ گلستاں ہو گیا
چاک جب صبحِ شہادت کا گریباں ہو گیا
دوست ہم سمجھے تھے جسکو دشمنِ جاں ہو گیا
عاقبت باغِ امامت صاف میداں ہو گیا
خاک و خوں میں جب شبیرؓ غلطاں ہو گیا
خون سے تر عمامۂ شاہِ شہیداں ہو گیا

بند ۴

... ہاں ہوں میں ...

۹۷

بند ۵

سمجھانہ ... سکینہ ... بہر
... پڑھ سکا ... ساری زبان پر
مطلق رہا نہ ... ید اللہ کا خط
دوڑا ایا ... ہر ... واسطے

بند ۶

تھی بہر اہلبیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ... خلد
زندان ہوا نصیب او ... یاں ... خلد
... واسطے ... جلا ... خلد
... ہو گئے چادر ... واسطے

بند ۷

زینب ... تھی کہ ... ڈال ...
... بھائی کی بھائی ...
... واسطے

بند ۸

... واسطے

صغرا کو ناگوار جو تھی فرقت پدر
لائے الٰہی جلد مرے باپ کی خبر
لکھتی تھی خط کو بال کبوتر سے باندھ کر
شہپر ہے یہ نامہ کبوتر کیواسطے

بند ۸

سب کٹ گئے تو لٹ گیا خیمہ امام کا
رو رو کے ظالموں سے سکینہ نے تب کہا
بس رحم جبکہ سر سے لگے چھیننے ردا
چادر تو چھوڑ دو مری مادر کیواسطے

بند ۹

جب سر حسینؑ ابن علیؑ کا کریں جدا
یہ کس حدیث کون سی آیت میں ہے روا
کیونکر برا نہووے بھلا فوج شام کا
آلِ نبیؐ کو قتل کریں زر کیواسطے

بند ۱۰

زینبؑ پکاری قتل کیا سبکو ظالمو
سر پر ہمارے ایک تو سرور کو رہنے دو
اتنا تو رحم حال پہ بیوؤں کے تم کرو
دیتی ہوں تمکو روح پیمبرؐ کیواسطے

بند ۱۱

تم نے تو شامیو نہ کیا پاس مصطفیٰؐ
یہ کیا جفا و جور ہے اے قوم بے حیا
ہو کس کے دین میں کون تمہارا ہے رہنما
سبطِ نبیؐ کی عترت اطہر کیواسطے

بند ۱۲

آیا جو غیظ میں پسر شاہِ ذوالفقار
حضرت کے ہاتھ میں ہے وہی تیغ آبدار
اہسیمین کانپ کانپ کی بولی وہ بد شعار
اوتری تھی آسمان سے جو حیدرؑ کیواسطے

مخمس

[illegible]

گویا فقیر ہے ترے نانا کے نام کا روضہ ہے جس میں خیر الانام کا	پاشاہ دین ہے بس یہی مطلب غلام کا تھوڑی سی جا ملی مجھے بستر کیواسطے

سلام

رتبہ نہ کیون بلند ہو میرے سلام کا
ہاتف ذکی ندا کہ سخن کا ہے سر بلند
شبیر چاہتا تو اولتا زمین سے آب
شہ غیظ مین جو آئی تو ہاتف ذکی ندا
کرتا نہین غزال حرم کو بھی کوئی صید
کم تھا نہ کربلا مین تجلی طور سے
جب آفتاب صبح قیامت کی ہون عدو
کو فے سے خط جو آئے حرم مین تو بولی شاہ
رو رو کے کہ رہے تھے ہم حاملان عرش
کرتے تھے شہ سے ماہ بنی ہاشم التجا
قاسم ہوئے شہید تو کہنے لگے امام
خون دیدۂ فلک سے روان کتنے دن ہا
کرتے نہ کیون امام کو مردود بے نشان

مجرائی ہون حسینؑ علیہ السلام کا
نیزے کی نوک پر جو چڑھا سر امام کا
محتاج تھا وہ آپ ہی پانی کے جام کا
رکھیے نشان امت خیر الانام کا
کاٹا لعین نے سر شہ بیت الحرام کا
جلنا حسینؑ ابن علی کے خیام کا
ہو کیون نہ منھ سیاہ بھلا فوج شام کا
مضمون مین ہی طور اجل کے پیام کا
بلوا ہے خاصگان خدا پر عوام کا
اب قتلگہ مین نام ہو روشن غلام کا
گلگون ہوا پسر حسن سبز فام کا
غم اسقدر ہے یاد شہ تشنہ کام کا
منظور تھا مٹانا پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا

[illegible]

شہید خنجر قاتل جو ہو تو راحت ہے
یہ قاعدہ ہے کہ دنیا جو ہو تو زحمت ہے
ظہور نادری کی غم دل جو ہو تو راحت ہے [illegible]
ہم ازجعفت سلمان کیون ہوا تھا ستم
بتین ستا نام کبھی اسلام کا خراب کیا
تو کلمہ گو یہ صد افسوس کیون بنا ظالم
عدوی فاطمہ و سبط مصطفی ظالم
اگر عدوی جگر بند مصطفی ظالم
امام ساجد کو تیغ ستم نے خراب کیا
عزیز و یار [illegible]
زبان [illegible] کیا وہ لبیغون [illegible]

تو اوسکے سوگ مین زلفون نے پیچ و تاب کیا	
کبھی یہ کہتے تھے شہ مر گئے علی اکبر پھٹا ہی جاتا تھا سوز الم سے دست جگر	کبھی پکارتے تھے اے شبیہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم حسین کہتے تھے اکبر کی لاش پر جا کر
تمھارے داغ نے بابا کا دل کباب کیا	
جب آیا لاشہ اکبر حرم کے سارے کہا یہ شاہ نے حسرت سے کر کے نظارے	یہ بانو رو کے لگی کہنے سو گئے پیارے نہ نیند آتی تھی اصغر کو پیاس کے مارے
گلے پہ تیر جو آ کر لگا تو خواب کیا	
یہ غم سے بیٹی کے لب نیلا کر دیا منھ کو مگر نہ اوس نے کیا شرم سے سیہ منھ کو	لہو یہ روئی کہ گلرنگ کر دیا منھ کو نبی کی لاش جو آئی چھپا لیا منھ کو
دلھن نے حضرت قاسم کا کیا حجاب کیا	
نہ لب پہ آیا گلہ اوس امام زادی کے بندھے تھے ہاتھ ہی کیا اوس امام زادی کے	چھدے تھے خار سے پا اوس امام زادی کے گلے مین طوق بھی تھا اوس امام زادی کے
خدا نے جسکے تئین مالک الرقاب کیا	
ہر ایک گام پہ گر پڑتے تھے امام ہدا زمین اولٹ نہ گئی آسمان گر نہ پڑا	یہ فرط ضعف تھا ہرگز چلا نہ جاتا تھا سوار گھوڑے پہ اعدا پیادہ شہزادہ
عجب طرح کا زمانے نے انقلاب کیا	
وہ دیکھتا جو کبھی جام شہ کا نور العین	تو یاد آتی لب خشک سید الکونین

علی کی روح جوان فاطمہ کے سب دلبند
زیادہ رتبے مین تھے مہر و ماہ سے وہ چند
سو منتخب ہوئے اصلاح وہ سعادتمند
جو تندرست تھے اونکو کیا خدا نے پسند
جو ناتوان تھے اسیری کی انتخاب کیا
جو ہین جناب نبی شہر علم خالق کے
تو ہے علی در اونکو مناسبت درسے

دیوان امیر ۱۰۰

یہ وہ حدیث ہے کہ گویا ہی بدل ہے اپنے
فصیح خالق عالم نے علم کا
بیان و تمیز کیا اور علی کو باب کیا

دیوان ناطق
دیوان قصیده
دیوان حسن ناسخ

تاریخ دیوان ناسخ
تیغ امام [illegible]

خان عالی [illegible] کیسب و [illegible] واد [illegible] ست
صاحب سیف و سنان [illegible] دوده [illegible] افغانان ست
[illegible]

تاریخ دیوان حسن تصنیف

[illegible]

ورنه او کے سرِ دنیا دارد	روے دل جانب عقبی دارد
دست او وقت جهادِ اصغر	دل او محو جهادِ اکبر
سرورِ لشکرِ اهلِ اسلام	روح در پیکرِ اهلِ اسلام
چشم او هست حیا آلوده	دل او هست وفا آلوده
وعده اش صادق و عهدش واثق	زین چشم هست زیاده لائق
دخل اغراق بتقریرم نیست	یک قلم شبهه بتحریرم نیست
گر پیاده پدرش رو بنهد	اسپ با ساز و یراقش بدهد
سائل اسپ چو گردید دوچار	گرد فی الحال ورا فیل سوار
عدل او شرع پیمبر باشد	خویش و بیگانه برابر باشد
سیم و زر بخشد و منت ننهد	مزد بے رنج و مشقت بدهد
صد و سی سال سلامت باشد	هردم افزونی دولت باشد
نظم او وزن فصاحت دارد	نثر او سجع بلاغت دارد
مے چکد عشق ز هر مصرع او	نور صد حسن بهر مطلع او
قصهٔ عشق همه دیوانش	داستان دلِ او دستانش
دفتر شعر مرتب فرمود	گلشن نظم مرتب فرمود
سال اتمام و سن ترتیبش	گفت دل هست کتاب دلکش
ایضاً	۴۲ ۱۲ھ

۱۰۱

با اقبال و باجاه و باکام [illegible]

نصیبش بود صحت و عافیت [illegible]

[illegible]

در تاریخ ترتیب دیوان
از شیخ امام بخش ناسخ

گلزار نسیم [illegible] حسن
[illegible] لاجواب دیکھا
ابیات مثال بیت [illegible] دیکھا
مطلع [illegible] جواب دیکھا
[illegible] دیکھا

[illegible] حساب [illegible]
بیساختہ نہ کبھی [illegible]
دیوان یہ سب انتخاب دیکھا

دو آتش خم و کاک او بادہ نوشست	مضامین او بمجموعی بجو شست
بہ مائل ترتیب و تالیف آن شد	بہر صفحہ رنگ گلستان عیان شد
نہ تالیف و ترتیب دیوان نمودہ	کہ او نخلبندی بستان نمودہ
بگفتند سالش زمہ تا بماہی	کہ ترتیب دیوان ہمایون الٰہی

تاریخ از مضطرب

از نظر دیوان گویا چون گذشت	یا فتم نظمش ہمہ جانان سخن
ہر زمین شعر بر گردون رساند	اللہ اللہ شوکت شان سخن
از محبان شہ مردان چو ہست	چون نباشد مرد میدان سخن
ناظم ملک معانی طبع او	ہست فکرش زیب دیوان سخن
چون کلام خویش را ترتیب داد	شد فراہم جملہ سامان سخن
چون پے تاریخ گشتم مضطرب	گفت ہاتف وہ چہ بستان سخن
پیش فکر بلند گویا	تاریخ نہ کچھ حساب دیکھا
دیوان دیکھا تو مضطرب نے	چون سحر اثر کتاب دیکھا
جس دم پڑھے شعر عاشقانہ	بس دل کو پر اضطراب دیکھا
اللہ رے رتبۂ فصاحت	بیحد اور بے حساب دیکھا

[illegible] دیوان [illegible] فصاحت
[illegible] فصاحت [illegible]
[illegible] فصاحت

[illegible] مضمون [illegible] فصاحت
[illegible] دیوان [illegible] فصاحت
[illegible] بیان فصاحت

[illegible]

ترتیب کی تاریخ جو ناسخ نے طلب کی		بولا کہ یہ دیوان ہی گلستان فصاحت

تاریخ

ہر اک بحر دیوان گویا ہی در خیز یہ تاریخ ترتیب دیوان ہے ناسخ		نہ یون بے بہا پائی دریائی موتی پروئے ہین لڑیون ہین گویا نی موتی

تاریخہائے ترتیب دیوان از مرزا فرخ شاعر

شعر فقیر محمد خان کی ہسکہ ہین زنگ نقص سے پاک ہسکہ ہر ایک مین غزل مین نقد معانی ہین بید جب کیا تقسیم اوسنے دیوان فرخ نے یہ قلم سے کہا		جلسے مین ہین شاعرون کے صاف آئینہ حیرانی زا رنگین خوشرو سخن کا ہے اوسکے باغ و بہار جوانی زا لکھ دیباچہ باغ و بہار و گنج نظم معانی زا

تاریخ

جو دیکھی ہر بحر شعر گویا دریا ہین سے وہ بھری ہے نہ کیون ہو ملک سخن پہ قبضہ کرین ہو عرب کا شاعر وہی جب اپنا دیوان اوسنے باندھا سروش غیبی نے یہ صدا کی		ہو کیون نہ لفظون مین آبداری کہ معنی تر سے روان تری ہے کہ تیغ بران زبان گویا ہی زور طبع و بہادری ہے کرامت شاعری ہے تاریخ کیا کرامات شاعری ہے

تاریخ

تاریخ

[illegible]

دیوان [illegible] ۱۰۳

اوسکا دیوان ہے گنج بحر بین سخن
لب بہر الکے ساحل و ہر بحر غزل جیحون ہے
سال ترتیب کی تاریخ کا آیا جو خیال
کہا فرخ نے کتاب سخن موزون ہے

خاتمۃ الطبع

بعد حمد خدا جل و علا اور نعت محمد مصطفیٰ ختم الانبیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واضح ہو کہ دیوان بلاغت و فصاحت نشان فقیر محمد خان ادخلہ اللہ فی الجنان کا مطبع فیض منبع جناب منشی نولکشور بمقام لکھنؤ ماہ نومبر ۱۸۸۹ عیسوی میں چھپا بالکل فقط کتبہ محمد ابراہیم [illegible]

58078
H.XI.65
Allama Iqbal Library
58078

ALLAMA
IQBAL LIBRARY
UNIVERSITY OF KASHMIR
HELP TO KEEP THIS BOOK
FRESH AND CLEAN.